جلد۱ | یوم جمعہ ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۷۵ھ مطابق ۲۷ اپریل ۱۹۵۶ء | شمارہ ۵۰

قرآنی انقلاب کی راہ میں دو پہاڑ

(۱) سرمایہ پرستی (۲) برہمنیت

(از حضرت مولانا عبید اللہ سندھی)

حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ سیالکوٹ کے ایک سکھ گھرانے میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے انقلابی طبیعت پائی تھی۔ چنانچہ ۱۲ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ دیوبند میں تعلیم پائی اور وہاں کے سب سے بڑے مجاہد اُستاد حضرت مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ کی راہنمائی میں کام کرتے رہے۔ چنانچہ مولانا نے فرمایا "میرے شاگردوں میں قرآنی سیاست کا جس قدر حصہ عبید اللہ نے پایا وہ کسی اور شاگرد کو نصیب نہ ہوا۔

۱۹۱۵ء میں مولانا عبید اللہ سندھیؒ اپنے اُسی اُستاد کے ارشاد پر چل کر کابل پہنچے اور وہاں امیر حبیب اللہ کی حکومت اور بعد کے انقلاب میں پورا پورا حصہ لیا۔ امیر امان اللہ کو آزادی دلانے کے بعد ۱۹۲۲ء میں ٹرکی جانے کی غرض سے ماسکو گئے اور وہاں سوشلسٹ انقلاب کا بہت قریب سے مطالعہ کیا۔ ٹرکی پہنچ کر کمالی انقلاب چار برس تک پوری بصیرت کے ساتھ مشاہدہ کیا۔ اس کے بعد حجاز مقدس تشریف لے گئے اور بارہ برس تک حکیم الہند و پاکستان امام ولی اللہ محدث دہلویؒ کے اصولوں پر انقلابی نظریات کی تکمیل کی۔ قرآن حکیم کی تفسیر انقلابی نقطۂ نگاہ سے نظرثانی کی اور ہند و پاکستان کے لئے عملی پروگرام بنایا۔

۷ مارچ ۱۹۳۹ء کو ہندوستان و پاکستان واپس تشریف لائے اور زندگی کے باقی ایام امام ولی اللہ دہلویؒ کے فلسفے اور اپنے نظریات کی نشر و اشاعت میں صرف کئے اور آخرکار ایک سچے انقلابی کی طرح اپنی پُر زحمات زندگی کے آخری دم تک کام کرتے ہوئے اعلیٰ علیین کو سدھارے۔

لاہور میں انجمن خدام الدین کے مدرسہ قاسم العلوم میں ایک دن مجھ سے دریافت فرمایا "بتاؤ بھئی! آیت لو انزلنا ھذا القرآن علی جبل لرایتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ سے کیا سمجھتے ہو؟ راقم الحروف نے عرض کیا "حضرت! قرآن ایسی مؤثر چیز ہے کہ پہاڑ کو بھی ٹکڑے ٹکڑے کر سکتی ہے۔ اس پر جواب آپ نے جو ارشاد فرمایا وہ ہدیۂ ناظرین ہے۔ جسے بعد میں ولی اللہ سوسائٹی کے سیکرٹری شیخ بشیر احمد کو باقاعدہ لکھا دیا۔ (غازی خدابخش)

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ○

کامیابی حاصل کرنے کیلئے یقین محکم اور عمل پیہم کی ضرورت ہے۔ قرآن حکیم وہ عظیم الشان انقلابی قوت ہے کہ اس کے آگے موانع کے پہاڑ بھی ٹھہر نہیں سکتے۔

یہ موانع دو قسم کے ہیں۔

(۱) کسریٰ کی شہنشاہی صدیوں سے قائم ہے اور پہاڑ کی مانند کھڑی ہے۔ ادھر انقلابی جماعت بالکل بے سرو سامان ہے۔

(۲) القدس میں بنی اسرائیل کا دینی نظام صدیوں سے قائم ہے۔ جس کی پشت پناہی قیصر کی شہنشاہیت کر رہی ہے۔ قرآن کی نئی دینی تحریک اس ساز و سامان سے عاری ہے۔

(۱) سرمایہ پرستی (۲) برہمنیت۔ مندرجہ بالا آیت میں بتایا گیا ہے کہ قرآن حکیم کا نظام ان دونوں پر غالب آئے گا اور یہ دونوں پہاڑ پاش پاش ہو جائیں گے۔ یعنی نہ سرمایہ پرستی رہے گی۔ CAPITALISM۔ نہ دینی سرمایہ داری جو یہودیوں BRAHMANISM نے پیدا کر رکھا ہے۔ یہ دونوں تحریکیں انسانیت کے لئے سخت مضر ثابت ہو چکی ہیں۔ ان کا برباد ہو جانا لازم ہے اہل فکر اس پر غور کریں۔

کامیابی کا مالک صرف خدا ہے

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ○

اس تمام کامیابی کا سہرا کس کے سر ہے۔ اس کا credit کسی خاص انسان کو نہیں دینا چاہیئے۔ اس کا مستحق وہ اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس قانون انسانیت کا واضع ہے۔ اس نے اپنی رحمت سے ان کامیابیوں کا سلسلہ قائم کر دیا ہے۔

عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ۔ وہ مسلمانوں کی موجودہ حالت اور ان کا مستقبل اور قیصر و کسریٰ کی موجودہ حالت اور ان کا مستقبل خوب جانتا ہے۔ ان دونوں میں سے جو طاقت مفید ہوگی اسے باقی رکھے گا اور دوسری کو اس مفید طاقت کے ہاتھوں پاش پاش کر دے گا۔

هُوَ الرَّحْمٰنُ:۔ اس کی رحمت تمام کائنات پر چھائی ہوئی ہے۔

الرَّحِيْمُ:۔ نوع انسان پر بھی اس کی رحمت چھائی ہوئی ہے۔

(باقی صفحہ ۱۵)

امراۃ الاسلام

"حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا"

از سید مشتاق حسین صاحب بخاری

نام و نسب یہ خاتون حضرت عائشہؓ کے بعد حضور کے نکاح میں آئیں۔ خلیفہ ثانی حضرت سیدنا عمرؓ فاروق کی صاحبزادی اور حضور کے مشہور صحابی اور راس المحدثین حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہا) کی ہمشیر حقیقی تھیں۔ والدہ کا نام حضرت زینب بن مظعون تھا۔ جو حضورؐ کے نامور صحابی عثمان بن مظعونؓ کی سگی بہن تھیں۔ حضرت حفصہؓ بعثت نبوی سے پانچ برس قبل مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں اس وقت قریش خانہ کعبہ کی تعمیر میں مشغول تھے۔

قبول اسلام والدین کے ساتھ دائرہ اسلام میں داخل ہوئیں۔ اس وقت شادی شدہ تھیں۔ شوہر بھی ساتھ ہی مسلمان ہوئے۔

نکاح اولیٰ والدین نے ان کا نکاح حضرت خنیسؓ بن حذافہ سے کیا جو قبیلہ بنو سہم سے تھے۔ ابتدائے اسلام میں جب کفار مکہ نے مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کر رکھا تھا تو حضرت خنیسؓ زوجہ کے ساتھ حبشہ ہجرت کر گئے اور پھر جب حضور مہاجر ہو کر مدینہ تشریف لے گئے تو یہ بھی اہلیہ کے ساتھ مدینہ میں پہنچ گئے۔ یہ جنگ بدر میں شریک ہوئے اور بعض مؤرخین کے نزدیک جنگ احد میں بھی۔ ان میں ایک جنگ میں انہوں نے کاری زخم کھایا جو مندمل نہ ہو سکا اور سن ۲ھ یا ۳ھ میں انتقال فرمایا۔

نکاح ثانی حضرت حفصہؓ شوہر کے انتقال کے بعد بیوہ ہوئیں اور ایام عدت گزارے تو والد محترم کو نکاح ثانی کی فکر ہوئی۔ سب سے پہلے سیدنا صدیق اکبرؓ سے درخواست کی گئی وہ خاموش رہے۔ حضرت عمرؓ نے اُن سے مایوس ہو کر سیدنا عثمان ذوالنورین سے درخواست کی کہ وہ حفصہؓ سے عقد کر لیں۔ کیونکہ اُن دنوں حضورؐ کی صاحبزادی اور حضرت ذوالنورینؓ کی بیوی رقیہ حیات سیدہ رقیہؓ کا انتقال ہو چکا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے جواب میں کہا کہ میں تو ابھی نکاح کا ارادہ نہیں کرتا۔ فاروق اعظمؓ شکستہ خاطر ہو کر حضورؐ کے پاس شاکی ہوئے۔ حضورؐ نے عزیز صحابی کی دلجوئی ان الفاظ میں کی کہ کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ عثمانؓ کو حفصہؓ سے بہتر بیوی اور حفصہؓ کو عثمانؓ سے بہتر خاوند مل جائے۔ اس بشارت پر کسے خوشی نہ ہوتی۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اپنی بیٹی حضرت اُم کلثومؓ کا نکاح عثمانؓ سے کروں گا اور حفصہؓ کو اپنے نکاح میں لے لوں گا (کلام الملوک ملوک الکلام کس مسلمان کو انکار ہے کہ سیدہ ام کلثومؓ جگر پارہ رسول تھیں اور کیونکر نہ حضرت فاروق کی صاحبزادی سے بہتر ہوتیں اور حضور تو سید البشر ہیں ہی ...... مؤلف) خیر یہ نکاح ۲ھ یا ۳ھ میں ہوئے۔ بعد میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ تمہیں میرے انکار کا رنج تو ضرور پہنچا ہوگا لیکن چونکہ مجھے حضورؐ کے حضرت حفصہؓ سے عقد کے ارادے کا علم تھا اس لئے نہ تو عقد کے لئے آمادہ ہو سکتا تھا اور نہ حضورؐ کے اس راز کو افشا کر سکتا تھا۔ حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ حضرت صدیقؓ کے انکار کا مجھے حضرت عثمان کے انکار سے بھی زیادہ رنج ہوا۔

خصوصی فضیلت ایک مرتبہ کسی وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک طلاق بھی دیدی تھی۔ جس کی وجہ سے جناب عمرؓ بہت کبیدہ دل تھے اور ہونا بھی چاہیے تھا۔ اسی اثنا میں حضرت جبرئیلؑ آئے اور عرض کی کہ ارشاد خداوندی ہے کہ حفصہؓ سے رجوع کر لو۔ کیونکہ یہ بڑی عبادت گزار اور کثرت سے روزہ رکھنے والی ہے۔ اور عمرؓ کی خاطر بھی منظور ہے چنانچہ حضورؐ نے ان سے رجوع فرما لیا۔ آپ سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

احادیث حضرت حفصہؓ سے کل ۶۰ احادیث منقول ہیں جو انہوں نے حضور اور حضرت فاروقؓ اعظم سے سنی تھیں۔ تفقہ فی الدین حضرت حفصہؓ کا خصوصی خاصہ تھا۔ ہر معاملہ میں چھان بین فرماتیں۔ مثلاً ایک مرتبہ حضورؐ نے فرمایا کہ اصحاب بدر و حدیبیہ جہنم میں داخل نہ ہوں گے" یہ اپنے علم کی بنا پر فی الفور معترض ہوئیں کہ خدا تو فرماتا ہے "وان منکم الا واردھا" یعنی تم میں سے ہر ایک داخل ہوگا۔ حضورؐ نے جواب دیا لیکن یہ بھی تو ہے کہ ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظالمین فیھا جثیا۔ یعنی پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں زانوؤں پر گرا ہوا چھوڑ دیں گے تب جا کر حضرت حفصہؓ کی تشفی ہوئی۔ اسی ذوق و شوق کی حضورؐ قدر افزائی فرمایا کرتے تھے ایک مرتبہ ایک صحابیہ حضرت شفاؓ جن کو چیونٹی کے کاٹے کا منتر آتا تھا۔ اُن سے حضور نے فرمایا کہ حفصہؓ کو بھی یہ منتر سکھلا دو۔

اخلاق صائم النہار اور قائم اللیل تھیں اور اس عادت کو رحلت تک نبھایا۔ طبیعت میں اختلاف گوارا نہ تھا۔ جب جنگ صفین کے موقع پر ان کے بھائی عبداللہ بن عمرؓ حالات کو ناساز گار دیکھ کر گوشہ نشین ہو گئے تو اُن سے فرمانے لگیں کہ تم اس میں ضرور شریک رہو کیونکہ لوگوں کو تمہاری رائے کا انتظار ہوگا۔ ایسا نہ ہو کہ تمہاری عزلت گزینی اُن کے لئے زیادہ فتنہ و فساد کا موجب بن جائے۔

مزاج گرامی حضرت حفصہؓ کے مزاج میں ذرا تیزی تھی۔ حضورؐ سے دوبدو گفتگو کرتیں اور برجستہ جواب دیتیں بخاری میں منقول ہے کہ حضرت عمرؓ فرماتے تھے۔ کہ ایام جاہلیت میں ہمارے ہاں عورتوں کی کوئی قدر و منزلت نہ تھی۔ جب قرآن پاک نے اُن کی قدر افزائی کی تو ہمیں بھی ان کی ذات کا احساس ہوا۔ ایک مرتبہ میری بیوی نے مجھ کو کسی بات پر مشورہ دیا۔ میں نے کہا کہ تمہیں رائے دینے سے کیا تعلق! وہ کہنے لگی کہ اے ابن خطابؓ تمہیں میری ذرا سی بات بھی برداشت نہیں۔ حالانکہ تمہاری بیٹی حضورؐ کو برابر کا جواب دیتی ہے۔ میں فوراً حفصہؓ کے پاس آیا اور کہا۔ بیٹی! سنا ہے تم حضورؐ کو برابر کا جواب دیتی ہو۔ وہ کہنے لگی "ہاں ہم ایسا کرتے ہیں" میں نے کہا خبردار! میں تمہیں عذاب الٰہی سے ڈراتا ہوں۔ تم اس عورت کی ریس (حضرت عائشہؓ) نہ کرو جس کو حضور نبی کریم کی محبت کی وجہ سے اپنے اوپر ناز ہے۔

ترمذی میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضورؐ تشریف لائے تو دیکھا کہ ان کی زوجہ مطہرہ حضرت صفیہؓ رو رہی ہیں۔ آپ نے وجہ پوچھی عرض کی کہ حفصہؓ نے مجھے

(باقی صفحہ ...)

ہفت روزہ **خدام الدین** لاہور

جلد ۱ | یوم جمعہ ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۷۵ھ، ۲۷ اپریل ۱۹۵۶ء | شمارہ ۵۰

کشمیر پھر حفاظتی کونسل میں

کشمیر کے بارے میں ہندوستان کے موقف سے قطعی طور پر مایوس ہونے کے بعد پاکستان مسئلہ کشمیر کو پھر دُنیا میں امنِ عالم کے سب سے بڑے دعویدار ادارے سیکورٹی کونسل میں لے جا رہا ہے۔ یاد رہے پہلے بھی یہ مسئلہ ہندوستان کی طرف سے پیش ہو کر اقوام متحدہ میں زیر بحث رہا ہے۔ لیکن ہندوستان اقوام متحدہ کی پیش کردہ ہر تجویز کو ٹھکرا چکا ہے۔ اقوام متحدہ نے اپنے متعدد نمائندے بر صغیر میں اس غرض کے لئے بھیجے کہ جائے وقوع پر پہنچ کر مسئلہ کا صحیح طور پر جائزہ لیں، اور اسے حل کرنے کے لئے تجاویز پیش کریں۔ ہندوستان ان نمائندوں سے بھی عدم تعاون کرتا رہا۔ استصواب رائے فیصلہ ثالثی دیگر ممالک کی پُر امن مداخلت غرضیکہ سلجھاؤ کے ہر اقدام کو ہندوستان نے زیب طاق نسیاں کر دیا۔ پاکستان بین المملکتی پیمانے پر بھی ہندوستان سے گفت و شنید کی کوشش کرتا رہا۔ ہمارے بعض ارباب اختیار نے بے جا خوشامد سے بھی کام لیا۔ جب وزیر اعظم بھارت چند دن کے لئے پاکستان آگئے تو ہندوستان ہی سے آئے ہوئے لٹے پٹے مہاجروں سے ان کا سواگت کرایا گیا۔ بڑی بڑی پر تکلف دعوتیں دی گئیں۔ ان کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے گئے۔ لیکن یہ چارہ بھی کارگر نہ ہوا۔ اور ہندوستان کسی طرح بھی کشمیری عوام کو حق خود اختیاری دینے پر آمادہ نہ ہوا۔

خیر اب پھر اقوام متحدہ کی طرف رجوع کیا جا رہا ہے۔ اگرچہ ہمیں اس میں کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔ کیونکہ آزمودہ را آزمودن جہل است۔ لیکن پھر بھی ہم دُعا کرتے ہیں کہ خدا کرے اس میں کامیابی کی صورت نکل آئے۔ حفاظتی کونسل کے مستقل ارکین امریکہ۔ برطانیہ۔ فرانس غیر اشتراکی چین اور سوویٹ روس ہیں۔ اور حفاظتی کونسل میں کسی مسئلہ پر غور و خوض ہونے سے پیشتر ضروری ہے کہ یہ سب ممالک متفق الرائے ہوں۔ ان تمام ممالک میں سے اوّل الذکر چار ممالک پاکستان کے حلیف ہیں اس لئے اُن کا فرض ہے کہ وہ پاکستان کے عام فہم اور حق و صداقت پر مبنی نکتۂ نظر کی حمایت کریں ان میں سے اکثر ممالک سیٹیو کانفرنس اور ”معاہدہ بغداد“ کے منعقدہ اجلاس کراچی اور تہران میں اس ملک کی حمایت کر چکے ہیں۔ روس کے موقف کا تا حال پتہ نہیں چلا۔ اشتراکی رہنماؤں کے حالیہ دورۂ ہند سے پیشتر روس قطعی طور پر اقوام متحدہ کے فیصلوں کا پابند تھا اور کشمیر کے بارے میں اپنا کوئی علیحدہ نظریہ نہ رکھتا تھا۔ اس دورے میں اشتراکی لیڈروں نے دو متضاد بیانات دیئے۔ ایک بیان سری نگر میں دیا گیا۔ اس میں کہا گیا کہ وہ ہندوستان کی پالیسی سے متفق ہیں۔ لیکن دہلی والے بیان میں کہا کہ وہ ”کشمیری عوام“ سے ریاست کے مستقبل کے متعلق فیصلہ کرانے کے حامی ہیں۔ بہر حال روس کچھ بھی نظریہ رکھے۔ لیکن اُسے یہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ پاکستان ہندوستان کی طرح یہ نہیں کہتا کہ کشمیر کا میرے ساتھ الحاق کر دیا جائے۔ اس کا فقط یہ مطالبہ ہے کہ عوام کو آزادانہ طور پر الحاق کا فیصلہ کرنے کا حق دیا جائے ...... بس یہ عین انصاف ہے اور کسی ملک کو اس میں اعتراض کی گنجائش نہیں ہو سکتی۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ روس محض طبقاتی نظریہ کے تحت کشمیر کے مسئلہ کو سیکورٹی کونسل میں ویٹو نہیں کرے گا۔ بلکہ خاطر خواہ طور پر اس مسئلہ کا حل پیدا کر کے امن عالم کی برقراری میں عملی حصّہ لے گا۔

اشیائے خوردنی میں ملاوٹ:-

”اشیائے خوردنی میں ملاوٹ“ کی وبا عام ہو گئی ہے۔ اور کم و بیش کوئی بھی کھانے پینے کی چیز خالص اور صاف نہیں ملتی۔ آج سے کچھ عرصہ پیشتر صرف گھی یا دودھ ہی میں ملاوٹ کی جاتی تھی۔ لیکن آج ناخالص اشیاء کی فہرست اتنی طویل ہو گئی ہے کہ ان سب کا شمار ہی مشکل ہو گیا ہے۔ ہماری سب سے اہم کھانے کی چیز یعنی گندم کا آٹا بھی ملاوٹ سے محفوظ نہیں رہا۔ آٹا وہ چیز ہے۔ جس پر ملک کے کروڑوں باشندوں کی زندگی صحت اور نشوو نما کا دارو مدار ہے۔ اگر اس میں بھی آمیزش کر کے اُسے خوراک کے قابل نہ رہنے دیا جائے۔ تو اندازہ لگائیے کہ یہ کتنا بڑا جرم ہے۔ اور ایسی صورت حالات کیا انسانی ہلاکت، صحت عامہ کی ناسازگاری قومی سرمایہ کے بے جا تصرف جیسے مہلک نتائج پر منتج نہیں ہو سکتی۔

عرصہ ہوا کہ سابق پنجاب کی عدالت عالیہ ایسے جرم کو سخت خطرناک قرار دے چکی تھی اور اُس نے ماتحت عدالتوں کو بھی متنبہ کیا تھا کہ آمیزش کرنے والوں کو معمولی نوعیت کا مجرم سمجھ کر

(باقی صہ ۱۸ پر)

دار القضاۃ قبائل

کربوغہ شریف

(از جناب عبدالحنان صاحب مدرس گرگری ضلع کوہاٹ)

(۳)

دار الفتاوی کربوغہ اور سرکاری عدالتیں

کربوغہ شریف کی مندرجہ ذیل شخصیتیں قابلِ ذکر ہیں۔ قاضی عبدالحلیم صاحب، صاحب زادہ عبدالجلیل صاحب۔ صاحب زادہ فضل منان صاحب۔ صاحب زادہ عبدالخالق صاحب مدظلہم العالی، ابناء صاحب مبارکؒ۔ حضرت مولانا مفتی محمد عبدالہادی صاحب خطیب جامع مسجد کربوغہ و نگران کتب خانہ۔ حضرت مولانا مفتی محمد یحییٰ صاحب مدظلہ العالی۔ ابن صاحب زادہ عبدالحق صاحب مرحوم ابن صاحب مبارکؒ و سلطان محمد صاحب سجادہ نشین ابن حاجی حافظ فضل حق صاحب مرحوم ابن صاحب مبارکؒ۔ یہی حضرات صاحبان علم و تقویٰ دار الفتاوی کربوغہ شریف کے اراکین ہیں۔ ضلع کوہاٹ کے مغربی و جنوبی اطراف کے سابق ماتحت (بنگش و خٹک) علاقہ جات اقوام قبائل کے جو مقدمات اسسٹنٹ کمشنر صاحب تحصیل ہنگو اور ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر ضلع کوہاٹ کی عدالتوں میں پیش ہوتے ہیں۔ بسا اوقات فریقین دار الفتاوی کربوغہ شریف میں حاضر ہو کر اپنے قضیوں کا شرعی فیصلہ حاصل کر کے متذکرۃ الصدر عدالتوں میں راضی نامے یا شرعی فیصلہ کے کاغذات پیش کرتے ہیں۔ بہ اتفاق فریقین فیصلۂ شرعی کی وضاحت کے لئے اکثر و بیشتر مواقع پر حضرت مولانا مفتی محمد یحییٰ صاحب مدظلہ عدالت میں تشریف لے جاتے ہیں۔ چونکہ شرعی فیصلوں میں جانبین کے حقوق کی پاسداری ملحوظ رکھی جاتی ہے۔ اس لئے مذکورہ عدالتیں شرعی فیصلہ کی سماعت کے بعد اسی کے مطابق فیصلہ سنا کر کاغذات داخل دفتر کر دیتی ہیں۔

دار القضاۃ قبائل

آمدم بر سر مطلب زیادہ اہم بات یہی ہے جو کہ قارئین کرام کی خدمت بابرکت میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ محترم ماسٹر اللہ دتا صاحب عبداللہ پوری کرتو پنڈوری جالل (؟) کی معلومات اور برکت مطالعہ کے طفیل گزشتہ سات قسطوں میں بعنوان (اسلام غیر مسلموں کی نظر میں) سرور دو عالم حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلق عظیم اور دیگر صفات و کمالات کے متعلق جن کی صداقت کی دھاک تقریباً چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی غیر مسلموں کے قلوب پر بیٹھی ہوئی ہے بڑے اہم اور دلچسپ تاریخی شہادات اور مؤرخین کے بیانات پڑھے۔ موصوف نے ساتویں قسط کے آغاز میں کاؤنٹ ٹالسٹائی روسی فلاسفر کے بیان کا حوالہ مندرجہ ذیل الفاظ میں دیا ہے۔

"محمدؐ ان شاندار مصلحین امت سے ہیں۔ جنہوں نے اتحادِ امت کی بڑی خدمت کی ہے۔ ان کے فخر کیلئے یہ بالکل کافی ہے کہ انہوں نے ایک وحشی قوم کو نورِ حق کی ہدایت کی"

اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ — فضیلت وہ ہوتی ہے جس کی دشمن بھی شہادت دیں۔ (حدیث نبوی کنز الاخلاق)

سید المرسلین خاتم النبیینؐ کی جتنی بھی خوبیاں بیان کی جائیں اتنی ہی کم ہیں۔ لیکن ہمیں سب سے زیادہ فخر اور ناز اس بات پر ہے کہ غیر مسلم بھی صداقتِ حضورؐ کی تصدیق کر رہے ہیں۔ اللہ تبارک تعالیٰ انبیائے کرام اور خصوصاً سرورِ انبیا صلی اللہ علیہ وسلم سے انسانی اصلاح اور فلاح و بہبود کا بڑے سے بڑا معجزہ عمل کرا سکتے تھے۔ یہ تو وہ تاریخی مصدقہ اتفاقات ہیں۔ جن کا تعلق حضورؐ کی ذات گرامی سے ہے اور جن کی تصدیق غیر مسلم بھی کرتے ہیں۔

آیئے آج غلامانِ رسالت مآبؐ کا تھوڑا سا ذکر کریں۔ کربوغہ شریف کی یہ وہ شخصیتیں ہیں جو اپنے آپ کو حاملین کتاب و سنت میں صحیح معنوں میں شمار کرنے کا استحقاق رکھتی ہیں۔ دورِ حاضرہ کی لکھی پڑھی دنیا اس حقیقت سے آشنا ہے کہ انگریزی حکومت جو کہ ایک منظم پالیسی کی دعویدار تھی۔ آیا اپنے پاک و ہند کے طویل عرصہ حکمرانی میں آزاد قبائل پر دستِ تسلط بڑھا سکی؟ ہرگز نہیں! ملتِ اسلامیہ کا ہر فرد جانتا ہے کہ قبائل ہر قسم کی قربانی پیش کرنے کے لیے سینہ سپر تو رہے ہیں۔ لیکن آخر دم تک انگریزی راج نہیں مانا۔ اور آج بھی صرف قرآنی آئین کی حامل حکومت ہی ان کو اپنا مطیع بنا سکتی ہے ورنہ

این خیال است و محال است و جنوں

قبائل کے خاندانوں کے نام پہلے گردانے جا چکے ہیں۔ اور ان کی تہذیب و تمدن اور طرزِ معاشرت پر بھی کسی حد تک روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ جن حضرات نے قبل بعثت زمانۂ جاہلیت کے عربوں کی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے۔ اور حسنِ اتفاق سے قبائل کی طرزِ زیست اور جاہلانہ عقائد کے متعلق قریب یا بعید سے کچھ نہ کچھ جاننے کا موقعہ ملا ہو، انہیں یہ فیصلہ کرنے میں ذرہ بھر شک باقی نہیں رہے گا۔ کہ یہ لوگ انہی زمانۂ جاہلیت کے عربوں کی نسل سے ہیں۔ جن حضرات نے قبل ازیں اس بارہ میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی۔ انہیں اس حقیقت کے سمجھنے میں کافی سے زیادہ دقت محسوس ہوگی۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ وہ لوگ جنہیں ان کے قریب تر رہنے کے مواقع میسر آئے ہیں وہ بہتر جانتے ہیں۔ بقول سعدیؒ ؎

چوں در بستہ باشد چہ داند کسے
کہ جوہر فروش است یا پیلہ ور

قبائل کے قریبی علاقہ ورتہ خٹک میں مجھے رہتے ہوئے تقریباً پانچ ماہ گزر رہے ہیں۔ اور میں نے ان کے معاشرے کے متعلق کافی سے زیادہ معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہی جہالت، وحشت اور بربریت ان کے اندر اب بھی بدرجہ اتم موجود ہے جو زمانہ قبل از اسلام کے عربوں میں تھی۔ قبائلی علاقہ جات کے اندر اگر بدنصیبی سے کوئی شریف بھلے مانس یا بیش اجنبی پھرتے پھرتے چلا جائے تو بعض جگہوں میں اسے قتل کر کے قاتل اپنی زمین میں اس کا مزار بنا دیتا ہے۔ اور عقیدہ یہ ہے کہ چونکہ ایک نیک شخص کو شہید کیا گیا ہے۔ اس لئے اس کی شہادت کے سبب آئندہ قاتل کی فصلوں میں برکت ہوا کرے گی۔ اور عموماً اگر قتل نہ بھی کریں تو کم از کم نقدی اور کپڑے اتار لینا تو ان کے ہاں انصاف پسندی ہے۔ خود اندازہ فرمایئے کہ ان حقائق کے ہوتے ہوئے بھی صاحبانِ ذی عقول انہیں زمانۂ جاہلیت کے عرب لوگوں کے مشابہ قرار دینے میں دریغ فرمائیں گے؟ ان کے ہاں منجملہ دیگر قبیح جرائم کے قتل کی وارداتیں شب و روز ہوتی ہیں۔ مقتولین کی داد رسی کے لئے کوئی عدالتیں قائم نہیں۔ قومی جرگے فیصلے صادر کرتے ہیں۔ لیکن پھر بھی بدستور شدید خصومتیں برسوں باقی رہتی ہیں۔

ایسی درندہ سیرت قوموں کے اندر امن اور سلامتی قائم کرنا انہیں لوگوں کا خاصہ ہے انہیں تائیدِ باری حاصل، اور تائیدِ باری تب ہی حاصل ہو سکتی ہے کہ صاحب ایمان ہو کے بعد اتباعِ حضورؐ میں کمال ہو۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ،

کربوغہ شریف کی پاک بستی میں گزشتہ ساٹھ ستر سالوں سے ایسی باکمال (حاملِ کتاب و سنت) شخصیتیں اب تک موجود ہیں۔ جس شان سے حضرت صاحب مبارکؒ اور ان کے خلف الرشید حضرت مولانا حاجی حافظ فضل حق صاحب مرحوم ان درندہ اوصاف قوموں کے اندر امن اور سلامتی قائم کرتے

(باقی بر صفحہ ۱۲)

برکاتِ رمضان

از جناب حاجی کمال الدین صاحب مدرس کارپوریشن لاہور

(۲)

تیسری حدیث

کعب بن عجرہؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ ممبر کے قریب ہو جاؤ۔ ہم لوگ حاضر ہو گئے۔ جب حضورؐ نے منبر کے پہلے درجہ پر قدم رکھا تو فرمایا آمین! جب دوسرے پہ قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین - اور جب تیسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین۔ جب آپ خطبہ سے فارغ ہو کر نیچے اترے تو ہم نے عرض کیا کہ ہم نے آج آپ سے (منبر پر چڑھتے ہوئے) ایسی بات سنی جو پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت جبرئیل علیہ السلام میرے سامنے آئے تھے (جب پہلے درجے پر میں نے قدم رکھا تو) انہوں نے کہا کہ ہلاک ہو وہ شخص جس نے رمضان کا مہینہ پایا پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی۔ میں نے کہا آمین! پھر جب میں نے دوسرے درجے پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا کہ ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے آپؐ کا ذکر مبارک ہو اور وہ درود نہ بھیجے میں نے کہا آمین! جب میں تیسرے درجے پر چڑھا تو انہوں نے کہا کہ ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پاویں اور وہ اس کو جنت میں داخل نہ کرائیں میں نے کہا۔ آمین

اس حدیث شریف میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تین بددعائیں دی ہیں۔ اور حضورؐ اقدس نے ان تینوں پر آمین فرمائی۔ اوّل تو حضرت جبرئیل علیہ السلام جیسے مقرب فرشتے کی بددعا ہی کیا کم تھی۔ اور پھر حضورؐ کی آمین نے تو جتنی سخت بددعا بنا دی وہ ظاہر ہے۔ اللہ ہی اپنے فضل سے ہم لوگوں کو ان تینوں چیزوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ اور ان برائیوں سے محفوظ رکھیں ورنہ ہلاکت میں کیا تردد ہے۔

اوّل وہ شخص جس پر رمضان المبارک گزر جائے اور اس کی بخشش نہ ہو۔ یعنی رمضان المبارک جیسا خیر و برکت کا زمانہ بھی غفلت اور معاصی میں گزر جائے کہ رمضان المبارک میں اللہ تعالےٰ کی مغفرت اور رحمت بارش کی طرح برستی ہے۔ پس جس شخص پر رمضان المبارک کا مہینہ بھی اس طرح گزر جائے کہ اس کی بدعملیوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے وہ مغفرت سے محروم رہے تو اس کی مغفرت کے لئے اور کونسا وقت ہوگا۔ اور اس کی ہلاکت میں کیا تامل ہے اور مغفرت کی یہ صورت ہے کہ رمضان المبارک کے جو کام ہیں یعنی روزہ و تراویح ان کو نہایت اہتمام سے ادا کرنے کے بعد ہر وقت کثرت کے ساتھ اپنے گناہوں سے توبہ و استغفار کرے۔

دوسرا شخص جس کے لئے بددعا کی گئی وہ ہے جس کے سامنے حضورؐ کا ذکر مبارک ہو۔ اور وہ درود نہ پڑھے۔ بعض احادیث میں اس کو شقی اور بخیل تر لوگوں میں شمار کیا گیا ہے نیز جفا کار اور جنت کا راستہ بھول نے والا حتیٰ کہ جہنم میں داخل ہونے والا اور بددین تک فرمایا ہے۔ یہ بھی وارد ہوا ہے کہ حضورؐ کا چہرۂ انور نہ دیکھے گا۔ آپ کے حقوق امت پر اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کو دیکھتے ہوئے درود شریف نہ پڑھنے والوں کے حق میں ہر وعید اور تنبیہ بجا اور موزوں معلوم ہوتی ہے۔ خود درود شریف کے فضائل اس قدر ہیں کہ اُن سے محرومی مستقل بدنصیبی ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوگی کہ جو شخص حضورؐ پر ایک مرتبہ درود بھیجے حق تعالےٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتے ہیں۔ نیز ملائکہ کا اس کے لئے دعا کرنا گناہوں کا معاف ہونا۔ درجات کا بلند ہونا۔ احد پہاڑ کے برابر ثواب کا ملنا۔ شفاعت کا اس کے لئے واجب ہونا وغیرہ وغیرہ اُمور مزید برآں۔ نیز اللہ جل جلالہٗ کی رضا اس کی رحمت۔ اس کے غصّہ سے اماں۔ قیامت کے ہول سے نجات۔ مرنے سے قبل جنت میں اپنے ٹھکانے کا دیکھ لینا وغیرہ بہت سے وعدے درود شریف کی خاص خاص مقداروں پر مقرر فرمائے گئے ہیں۔ ان سب کے علاوہ درود شریف سے تنگیٔ معیشت اور فقر دور ہوتا ہے۔ اور اللہ اور اس کے رسول کے دربار میں تقرب نصیب ہوتا ہے۔ دشمنوں پر مدد نصیب ہوتی ہے اور قلب کی نفاق اور زنگ سے صفائی ہوتی ہے۔ لوگوں کو اس سے محبت ہوتی ہے اور بہت سی بشارتیں ہیں۔ جو درود شریف کی کثرت پر احادیث میں وارد ہوئیں ہیں۔ فقہا نے اس کی تصریح کی ہے۔ کہ ایک مرتبہ عمر بھر میں درود شریف کا پڑھنا عملاً فرض ہے۔ اور اس پر علماء مذہب کا اتفاق ہے البتہ اس میں اختلاف ہے کہ جب حضورؐ کا ذکر مبارک ہو تو ہر مرتبہ درود شریف کا پڑھنا واجب ہے یا نہیں بعض کے نزدیک ہر مرتبہ درود شریف کا پڑھنا واجب ہے۔ اور بعض کے نزدیک مستحب ہے۔

تیسرے وہ شخص کہ جس کے بوڑھے والدین میں سے دونوں یا ایک موجود ہوں اور وہ ان کی اس قدر خدمت نہ کرے کہ جس کی وجہ سے جنت کا مستحق ہو جائے والدین کے حقوق کی بھی بہت سی احادیث میں تاکید آئی ہے۔ علماء نے ان کے حقوق میں لکھا ہے کہ مباح امور میں اُن کی اطاعت ضروری ہے۔ نیز یہ بھی لکھا ہے کہ ان کی بے ادبی نہ کرے۔ تکبر سے پیش نہ آئے اگرچہ وہ مشرک ہوں۔ اپنی آواز کو اُن کی آواز سے اونچی نہ کرے۔ اُن کا نام لے کر نہ پکارے۔ کسی کام میں اُن سے پیش قدمی نہ کرے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں نرمی کرے اگر قبول نہ کریں تو سلوک کرتا رہے اور ہدایت کی دعا کرتا رہے۔ غرض ہر بات میں اُن کا لحاظ اور بہت احترام ملحوظ رکھے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ جنت کے دروازوں میں سے بہترین دروازہ باپ ہے۔ تیرا جی چاہے اس کی حفاظت کر یا اس کو ضائع کر دے۔ ایک صحابی نے حضور سے دریافت کیا کہ والدین کا کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ تیری جنت ہیں یا جہنم یعنی اُن کی رضا جنت ہے اور ناراضگی جہنم ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ مطیع بیٹے کی محبت اور شفقت سے ایک نگاہ والد کی طرف ایک مقبول حج کا ثواب رکھتی ہے ایک حدیث میں ہے کہ شرک کے سوا تمام گناہوں کو جس قدر دل چاہے کہ اللہ معاف فرما دیتے ہیں مگر والدین کی نافرمانی کا مرنے سے قبل دنیا میں بھی وبال پہنچاتے ہیں۔

ایک صحابی نے عرض کیا کہ میں جہاد میں جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ تیری ماں بھی زندہ ہے؟ عرض کیا کہ ہاں۔ فرمایا کہ اُن کی خدمت کر کہ ان کے قدموں کے نیچے تیرے لئے جنت ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی رضا باپ کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔ جو لوگ کسی غفلت سے اس میں کوتاہی کر چکے ہیں اور اب ان کے والدین موجود نہیں۔ شریعت مطہرہ میں اس کی تلافی بھی موجود ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جس کے والدین اس حالت میں مر گئے ہوں کہ وہ ان کی نافرمانی کرتا ہو تو اُن کے لئے کثرت سے دعا اور استغفار کرنے سے مطیع شمار ہو جاتا ہے۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ بہترین بھلائی باپ کے بعد اس کے ملنے والوں سے سلوک ہے۔

چوتھی حدیث

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضورؐ نے رمضان المبارک کے قریب ارشاد فرمایا کہ رمضان کا مہینہ آگیا ہے جو بڑی برکت والا ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ اس میں تمہاری طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ خطاؤں کو معاف فرماتے ہیں۔ دعا کو قبول کرتے ہیں۔ تمہارے تنافس کو دیکھتے ہیں اور ملائکہ سے فخر کرتے ہیں پس اللہ کو اپنی نیکی دکھاؤ۔ بدنصیب ہے وہ شخص جو اس ماہ میں بھی اللہ کی رحمت سے محروم رہ جائے۔

تنافس اس کو کہتے ہیں کہ دوسرے کی حرص میں کام کیا جائے۔ اور مقابلہ پر دوسرے سے بڑھ چڑھ کر کام

کیا جائے۔ تفاخر اور تقابل والے آویں اور یہاں اپنے اپنے جوہر دکھاویں۔

فخر یہ نہیں بلکہ تحدیث بالنعمۃ کے طور پر لکھتا ہوں۔ کہ یہ گنہگار خانگی کام کاج اور سکول ڈیوٹی سے فراغت پاکر رمضان المبارک میں دس سیپارے روز پڑھ لیتا ہے گویا تیسرے روز کلام مجید ختم ہو جاتا ہے۔ حق تعالیٰ اپنی رحمت سے قبول فرمائیں اور زیادتی کی توفیق بخشیں۔

پانچویں حدیث

حضور کا ارشاد ہے کہ رمضان المبارک کی ہر شب و روز میں اللہ کے یہاں سے (جہنم کے) قیدی چھوڑے جاتے ہیں۔ اور ہر مسلمان کے لئے ہر شب و روز میں ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔

بہت سی روایات میں روزے دار کی دعا کا قبول ہونا وارد ہوا ہے۔ بعض احادیث میں آتا ہے کہ افطار کے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔ مگر ہم لوگ تو اس وقت کھانے پر اس طرح گرتے ہیں۔ کہ دعا مانگنے کی تو کہاں فرصت خود افطار کی دعا بھی یاد نہیں رہتی۔ اور بھی متعدد دعائیں روایات میں وارد ہوئی ہیں۔ مگر کسی دعا کی تخصیص نہیں رمضان المبارک دعا برکت و اجابت کا مہینہ ہے۔ اپنی اپنی ضروریات کیلئے دعا فرمائیں۔ یاد آ جائے تو اس سیاہ کار کو بھی شامل فرما لیں۔ کہ سائل ہوں اور سائل کا حق ہوتا ہے۔

چھٹی حدیث

حضور کا ارشاد ہے کہ تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی۔ ایک روزہ دار کی افطار کے وقت تک دوسرے عادل بادشاہ کی تیسرے مظلوم کی جس کو حق تعالیٰ شانہٗ بادلوں سے اوپر اٹھا لیتے ہیں۔ اور آسمان کے دروازے اس کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور ارشاد ہوتا ہے کہ میں تیری ضرور مدد کروں گا (کسی مصلحت سے) کچھ دیر ہو جائے۔

در منثور میں حضرت عائشہ رضی سے نقل کیا ہے جب رمضان آتا تھا تو حضور کا رنگ بدل جاتا تھا۔ اور نماز میں اضافہ ہو جاتا تھا اور دعا میں بہت عاجزی فرماتے تھے۔ اور خوف غالب ہو جاتا تھا۔ دوسری روایت میں فرماتی ہیں کہ رمضان کے ختم تک بستر پر تشریف نہیں لاتے تھے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ رمضان میں عرش کے اٹھانے والے فرشتوں کو حکم فرما دیتے ہیں کہ اپنی اپنی عبادت چھوڑ دو۔ اور روزہ داروں کی دعا پر آمین کہا کرو۔ بہت سی روایات سے رمضان کی دعا کا خصوصیت سے قبول ہونا معلوم ہوتا ہے اور یہ بے تردد بات ہے کہ جب اللہ کا وعدہ ہے اور سچے رسول کا نقل کیا ہوا ہے تو اس کے پورا ہونے میں کچھ تردد نہیں۔ لیکن اس کے بعد بھی بعض لوگ کسی غرض کے لئے دعا کرتے ہیں مگر وہ کام نہیں ہوتا۔ تو اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہئے کہ وہ دعا قبول نہیں ہوتی بلکہ دعا کے قبول ہونے کے معنی سمجھ لینا چاہئے۔

حضور کا ارشاد ہے جبکہ مسلمان دعا کرتا ہے بشرطیکہ قطع رحمی یا کسی گناہ کی دعا نہ کرے۔ تو حق تعالیٰ ارشاد دی گے یہاں سے تین چیزوں میں سے ایک چیز ضرور ملتی ہے یا تو خود وہی چیز ملتی ہے جس کی دعا کی ہو یا اس کے بدلے میں کوئی برائی یا مصیبت اس سے ہٹا دی جاتی ہے یا آخرت میں اسی قدر ثواب اس کے حصے میں لگا دیا جاتا ہے۔

ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ شانہٗ بندہ کو بلا کر ارشاد فرمائیں گے کہ اے میرے بندے میں نے تجھے دعا کرنے کا حکم دیا تھا اور اس کے قبول کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ تو نے مجھ سے دعا مانگی تھی؟ وہ عرض کرے گا کہ مانگی تھی۔ اس پر ارشاد ہوگا کہ تو نے کوئی دعا ایسی نہیں کی جس کو میں نے قبول نہ کیا ہو۔ تو نے فلاں دعا مانگی تھی۔ کہ فلاں تکلیف ہٹا دی جائے۔ میں نے اس کو دنیا میں پورا کر دیا تھا۔ اور فلاں غم کے دفع ہونے کے لئے دعا کی تھی۔ مگر اس کا اثر تجھے کچھ معلوم نہیں ہوا۔ میں نے اس کے بدلے میں فلاں اجر اور ثواب متعین کیا۔

حضور ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کو ہر ہر دعا یاد کرائی جاوے گی۔ اور اس کا دنیا میں پورا ہونا یا آخرت میں اس کا عوض بتلایا جائے گا۔ اس اجر و ثواب کی کثرت کو دیکھ کر وہ بندہ اس کی تمنا کرے گا کہ کاش دنیا میں اس کی کوئی بھی دعا پوری نہ ہوئی ہوتی کہ یہاں اس کا اس قدر اجر ملتا۔ غرض دعا نہایت ہی اہم چیز ہے۔ اس کی طرف سے غفلت بڑے سخت نقصان اور خسارے کی بات ہے۔ اور ظاہر میں اگر قبول کے آثار نہ دیکھیں تو بد دل نہ ہونا چاہئے۔ یہاں ضروری اور اہم بات قابل لحاظ یہ ہے۔ کہ بہت سے مرد اور خصوصاً عورتیں اس مرض میں مبتلا ہیں کہ بسا اوقات غصہ اور رنج میں اولاد وغیرہ کو بد دعا دیتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ اللہ جل شانہٗ کے عالی دربار میں بعض اوقات ایسے خاص قبولیت کے ہوتے ہیں کہ جو مانگو مل جاتا ہے۔ یہ احمق غصہ میں اول تو اولاد کو کوستی ہیں۔ اور جب وہ مر جاتی ہے یا کسی مصیبت میں مبتلا ہو جاتی ہے تو پھر روتی پھرتی ہیں۔ اور اس کا خیال بھی نہیں آتا کہ یہ مصیبت خود ہی اپنی بد دعا سے مانگی ہے۔

حضور کا ارشاد ہے کہ اپنی جانوں اور اولاد کو نیز مال اور خادموں کو بد دعا نہ دیا کرو۔ مبادا اللہ کے کسی ایسے خاص وقت میں واقع ہو جائے جو قبولیت کا ہے بالخصوص رمضان المبارک کا تمام مہینہ تو بہت ہی خاص وقت ہے۔ اس میں اہتمام سے بچنے کی کوشش اشد ضروری ہے۔

حضرت عمر رض حضور ص سے نقل کرتے ہیں کہ رمضان المبارک میں اللہ کو یاد کرنے والا شخص بخشا بخشایا ہے اور اللہ سے مانگنے والا نامراد نہیں رہتا۔

ابن مسعود رض کی ایک روایت سے ترغیب میں نقل کیا ہے کہ رمضان کی ہر رات میں ایک منادی پکارتا ہے۔ کہ اے خیر کے تلاش کرنے والے متوجہ ہو اور آگے بڑھ اور اے برائی کے طلبگار بس کر اور آنکھیں کھول۔ اس کے بعد وہ فرشتہ کہتا ہے۔ ہے کوئی مغفرت کا چاہنے والا کہ اس کی مغفرت کی جائے۔ کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ اس کی توبہ قبول کی جائے۔ کوئی دعا کرنے والا ہے کہ اس کی دعا قبول کی جائے۔ کوئی مانگنے والا ہے کہ اس کا سوال پورا کیا جائے۔ اس سب کے بعد یہ امر بھی نہایت ضروری اور قابل لحاظ ہے کہ دعا کے قبول ہونے کے لئے کچھ شرائط بھی وارد ہوئی ہیں۔ کہ ان کے فوت ہونے سے بسا اوقات دعا رد کر دی جاتی ہے۔ من جملہ ان کے حرام غذا ہے کہ اس کی وجہ سے بھی دعا رد ہو جاتی ہے۔

حضور ص کا ارشاد ہے کہ بہت سے پریشان حال آسمان کی طرف ہاتھ کھینچ کر دعا مانگتے ہیں۔ اور یا رب یا رب کرتے ہیں۔ مگر کھانا حرام۔ پینا حرام۔ لباس حرام ایسی حالت میں کہاں دعا قبول ہو سکتی ہے۔

مؤرخین نے لکھا ہے کہ کوفہ میں مستجاب الدعوات لوگوں کی ایک جماعت تھی۔ جب کوئی حاکم ان پر مسلط ہوتا اس کے لئے بد دعا کرتے وہ ہلاک ہو جاتا۔ حجاج ظالم کا جب وہاں تسلط ہوا تو اس نے ایک دعوت کی جس میں ان حضرات کو خاص طور پر شریک کیا۔ اور جب کھانے سے فارغ ہو چکے تو اس نے کہا کہ میں ان لوگوں کی بد دعاء سے محفوظ ہو گیا کہ حرام روزی ان کے پیٹ میں داخل ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہمارے زمانے کی حلال روزی پر بھی ایک نگاہ ڈالی جائے کہ جہاں ہر وقت سود تک کے جواز کی کوششیں جاری ہوں۔ ملازمین رشوت کو اور تاجر دھوکہ دینے کو ہنر سمجھتے ہیں۔ اور پھر کہنا یہ کہ دعا قبول نہیں ہوتی۔

ساتویں حدیث

حضور ص کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ خود اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر رحمت نازل فرماتے ہیں۔

کس قدر اللہ پاک کا انعام و احسان ہے، کہ روزہ کی برکت سے اس سے پہلے کھانے کو جس کو سحری کہتے ہیں امت کے لئے ثواب کی چیز بنا دیا اور اس میں بھی مسلمانوں کو اجر دیا جاتا ہے۔ بہت سے لوگ کاہلی کی وجہ سے اس فضیلت سے محروم رہ جاتے ہیں اور بعض لوگ تراویح پڑھ کر کھانا کھا کر سو جاتے ہیں اور وہ اس کے ثواب سے محروم رہتے ہیں۔ اس لئے کہ لغت میں سحر اس کھانے کو کہتے ہیں جو صبح کے قریب کھایا جاوے۔

حضور ص کا ارشاد ہے کہ ہمارے اور یہود و نصاریٰ کے روزے میں سحری کھانے سے فرق ہوتا ہے کہ وہ سحری نہیں کھاتے۔ ایک جگہ ارشاد ہے کہ سحری کھایا کرو کہ اس میں برکت ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ :- ۸ رمضان ۱۳۷۵ھ مطابق ۲۰ اپریل ۱۹۵۶ء

مرحبا اے ماہ رمضان مرحبا

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ

(الآیۃ سورۃ البقرہ رکوع ۲۳ پارہ ۲)

(ترجمہ :- وہ مہینہ رمضان ہی کا ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے)

رمضان شریف کے فضائل :-

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بعثت سے لے کر قیامت تک آنے والی نسل انسانی کے لئے دنیا میں عزت اور آخرت میں نجات حاصل کرنے کا پروگرام اسی مبارک مہینہ میں نازل ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے اسی مہینہ کو یہ شرف بخشا ہے

(۲) اس مہینہ کی جس رات میں قرآن مجید لوح محفوظ سے نازل ہوا ہے - اس رات کو مبارک رات کا لقب دیا گیا ہے۔

(۳) اس مہینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کو نوافل میں پڑھ کر امت کے لئے ایک سنت قائم فرمائی ہے - جسے مسلمان آج تک نباہتے آئے ہیں - کہ رمضان شریف کی راتوں میں تراویح میں مسلمان قرآن مجید سنتے آئے ہیں - اور دنیا تک سنتے رہیں گے -

(۴) یہی وہ مہینہ ہے - جس کی راتوں میں عبادت کرنے کا ثواب غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (اس کے سب پہلے گناہ بخش دئے جائیں گے) دیا گیا ہے -

(۵) یہی وہ مہینہ ہے جس کے دنوں میں روزہ رکھنے کا ثواب غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (اس کے پہلے سب گناہ بخش دئے جائیں گے) ہے -

(۶) یہی وہ مہینہ ہے جس میں ایک ایسی رات بھی آتی ہے جس میں ایک رات کی عبادت کا ثواب ہزار مہینہ کی عبادت سے بھی بہتر ہے - چنانچہ ارشاد ہے (لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ) سورۃ القدر پارہ نمبر ۳۰ ترجمہ :- لیلۃ القدر ہزار مہینہ سے بھی بہتر ہے -

(۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱)

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَفِيْ رِوَايَةٍ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ وَفِيْ رِوَايَةٍ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ (متفق علیہ)

(ترجمہ :- ابی ہریرہ سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جب رمضان آتا ہے - آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں - اور ایک روایت میں ہے - بہشت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں - اور دوزخ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں - اور شیطانوں کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے - اور ایک روایت میں ہے رحمت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں -

روزے کے فضائل :-

(۱) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابٍ مِنْهَا بَابٌ يُسَمَّى الرَّيَّانُ لَا يَدْخُلُهٗ إِلَّا الصَّائِمُوْنَ - (متفق علیہ)

(ترجمہ :- سہل بن سعدؓ سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - بہشت میں آٹھ دروازے ہیں - ان میں سے ایک کا نام ریان ہے - اس میں فقط روزہ دار داخل ہوں گے

(۲) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهٗ لِيْ وَأَنَا أَجْزِيْ بِهٖ يَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ أَجْلِيْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ وَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَإِنْ سَابَّهٗ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ إِنِّي امْرُءٌ صَائِمٌ (متفق علیہ)

ترجمہ :- ابی ہریرہؓ سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - ابن آدم کے ہر عمل کا اجر بڑھا دیا جاتا ہے - ایک نیکی کا اجر دس گنا سے سات سو گنا تک اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے - مگر روزہ کیونکہ روزہ میرے لئے ہے کہ میں ہی اس کا بدلہ ہوں (روزہ دار) اپنی خواہش اور اپنا کھانا میرے لئے چھوڑتا ہے - روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں - ایک خوشی اس کے روزہ افطار کرنے کے وقت اور ایک خوشی اپنے رب کی ملاقات کے وقت - البتہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بھی خوشبودار ہے - اور روزہ ڈھال ہے - اور جب تم میں سے کسی کے روزہ کا دن ہو - تو نہ عورتوں سے میل جول کی باتیں کرے - اور نہ غل مچائے - پس اگر اسے کوئی گالی دے یا اس سے لڑائی کرے - پھر بھی کہے کہ میں تو روزہ دار آدمی ہوں -

(۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَقُوْلُ الصِّيَامُ أَيْ رَبِّ إِنِّيْ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ وَيَقُوْلُ الْقُرْآنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ فَيُشَفَّعَانِ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

(ترجمہ :- عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - روزہ اور قرآن بندے کے لئے (قیامت کے دن) شفاعت کریں گے - روزہ کہے گا اے میرے رب میں نے اسے کھانے اور خواہشات سے دن کو روک رکھا تھا - پس اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما - اور قرآن کہے گا - میں نے رات کو اسے سونے سے منع کیا تھا - اس لئے اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما - پھر دونوں کی شفاعت قبول کر لی جائے گی

روزہ افطار کرانے کا ثواب

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ آخِرِ يَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ أَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيْمٌ شَهْرٌ مُبَارَكٌ شَهْرٌ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهٗ فَرِيْضَةً وَقِيَامَ لَيْلِهٖ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ أَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَمَنْ أَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْهِ كَانَ كَمَنْ أَدّٰى سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ و

شَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَشَهْرٌ يُزَادُ فِيهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِيهِ صَائِمًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةً لِذُنُوبِهِ وَعِتْقَ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ أَجْرِهِ شَيْءٌ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ لَيْسَ كُلُّنَا نَجِدُ مَا نُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي اللَّهُ هَذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلَى مَذْقَةِ لَبَنٍ أَوْ تَمْرَةٍ أَوْ شَرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ وَمَنْ أَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللَّهُ مِنْ حَوْضِي شَرْبَةً لَا يَظْمَأُ حَتَّى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ شَهْرٌ أَوَّلُهُ رَحْمَةٌ وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ وَآخِرُهُ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوكِهِ فِيهِ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ وَأَعْتَقَهُ مِنَ النَّارِ ۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: سلمان فارسیؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں شعبان کے آخری دن خطبہ دیا۔ پھر فرمایا۔ اے لوگو! تحقیق تم پر عظمت والا مہینہ آپہنچا ہے۔ مبارک مہینہ۔ ایسا مہینہ ہے جس میں ایک رات ہزار مہینہ سے بہتر ہے۔ اللہ نے اس میں روزہ رکھنا فرض کیا ہے۔ اور اس کی رات کا قیام کرنا نفل ہے۔ جس شخص نے اس مہینہ میں کوئی نیکی کا کام کرکے (اللہ کا) قرب حاصل کیا۔ وہ اس شخص کی طرح ہوگا۔ جس نے رمضان کے سوا دوسرے مہینہ میں) فرض ادا کیا۔ اور جس شخص نے اس مہینہ میں فرض ادا کیا۔ وہ اس شخص کی طرح ہوگا۔ جس نے ستر فرض (رمضان کے مہینہ کے سوا) ادا کئے۔ اور وہ صبر کا مہینہ ہے۔ اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ اور روزہ (ایک دوسرے کے ساتھ) ہمدردی کا مہینہ ہے اور یہ وہ مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق زیادہ کیا جاتا ہے۔ اور جس شخص نے اس میں روزہ دار کا روزہ افطار کرایا۔ یہ روزہ افطار کرانا اس کے گناہوں کی مغفرت کا سبب ہوگا۔ اور آگ سے اس کی گردن کے آزاد کرنے کا باعث ہوگا۔ اور روزہ افطار کرانے والے کو روزہ رکھنے والے جیسا اجر ہوگا۔ سوائے اس کے کہ روزہ رکھنے والے کے اجر سے کچھ کم ہو۔ ہم نے کہا۔ یا رسول اللہ۔ ہم میں سے ہر ایک نہیں پاتا۔ وہ چیز جس سے کہ ہم روزہ دار کا روزہ افطار کرائیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ یہ ثواب اس شخص کو بھی دیگا جس نے روزہ دار کا روزہ لسی کے گھونٹ سے کھلوایا۔ یا کھجور سے یا پانی کے گھونٹ سے کھلوایا۔ اور جس نے روزہ دار کو پیٹ بھر کر پلایا۔ اس کو اللہ میرے حوض سے اس طرح پلائیگا کہ پیاسا ہی نہیں ہوگا۔ یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو اور وہ ایسا مہینہ ہے۔ اول اس کا رحمت ہے۔ اور اس کا درمیان بخشش ہے اور اس کا آخر دوزخ سے آزادی ہے۔ اور جس شخص نے اس میں اپنے غلام سے (کام لینے میں) تخفیف کی۔ اللہ اسے بخش دے گا۔ اور اسے دوزخ سے آزاد کردے گا۔

روزہ دار کیلئے ضروری پرہیز

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ (رواہ البخاری)

ترجمہ: ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے جھوٹی باتیں نہ چھوڑیں۔ اور ایسی باتوں پر عمل کرنا نہ چھوڑا۔ تو اللہ کو کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا چھوڑے اور اپنا پینا چھوڑے۔

حاصل

یہ ہے کہ روزہ دار کو جھوٹی باتیں اور بری باتیں موہنہ سے نہیں نکالنی چاہئیں۔ اور نہ ہی برے کام کرنے چاہئیں۔ ورنہ بارگاہ الٰہی میں اس کے روزے کی قیمت نہیں ہوگی۔

روزہ یاد نہ رہے اور کھا پی لے تو حرج نہیں ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَسِيَ وَهُوَ صَائِمٌ فَأَكَلَ أَوْ شَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللَّهُ وَسَقَاهُ (متفق علیہ)

(ترجمہ: ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہے جس کو اپنا روزہ دار ہونا بھول گیا۔ پھر کھا لیا۔ یا پی لیا۔ پھر اسے اپنا روزہ پورا کر لینا چاہیے۔ سوائے اس کے نہیں۔ کہ اسے اللہ نے کھلایا اور پلایا ہے۔

روزہ دار کو مسواک کی اجازت ہے

عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَا أُحْصِي يَتَسَوَّكُ وَهُوَ صَائِمٌ

(رواہ الترمذی وابوداؤد)

(ترجمہ: عامرؓ بن ربیعہ سے روایت ہے۔ کہا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے شمار مرتبہ دیکھا ہے کہ روزہ کی حالت میں مسواک کرتے تھے۔

سفر میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيَّ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَأَصُومُ فِي السَّفَرِ وَكَانَ كَثِيرَ الصِّيَامِ فَقَالَ إِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ (متفق علیہ)

ترجمہ: عائشہؓ سے روایت ہے کہا تحقیق حمزہؓ بن عمرو الاسلمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی (کیا) میں سفر میں روزہ رکھوں۔ اور وہ بہت روزے رکھا کرتا تھا۔ تب آپ نے فرمایا۔ اگر چاہو تو روزہ رکھو۔ اگر چاہو تو افطار کر لو۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ مسافر کو اختیار ہے۔ چاہے تو روزہ رکھ لے۔ اور چاہے تو نہ رکھے۔

روزہ افطار کرنے کے وقت کی دعا

عَنْ مُعَاذِ بْنِ زُهْرَةَ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَفْطَرَ قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ (رواہ ابوداؤد)

(ترجمہ: معاذ بن زہرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب افطار کرتے تو فرماتے۔ اے اللہ میں نے تیرے لئے روزہ رکھا تھا۔ اور تیرے رزق پر افطار کیا ہے۔

سورج غروب ہوتے ہی روزہ افطار کر لینا چاہیے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ الدِّينُ ظَاهِرًا مَا عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ لِأَنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى يُؤَخِّرُونَ

(رواہ ابوداؤد وابن ماجۃ)

(ترجمہ: ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دین اس وقت تک غالب رہے گا جب تک لوگ جلدی افطار کریں گے۔ کیونکہ یہود اور نصاریٰ دیر کرتے ہیں۔

روزے کی حکمت

اللہ تعالیٰ نے انسان کے وجود کے اندر دو چیزیں جمع کی ہوتی ہیں۔ جنہیں عام طور پر روح اور جسم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ انہیں ملکیت اور بہیمیت کے نام سے تعبیر فرماتے ہیں۔ جسم زمین کے اجزاء سے بنایا گیا ہے اور روح آسمان سے لاکر اس کے ڈھانچے میں ڈالی جاتی ہے۔ جب حسب ارشاد نبوی حمل کے بعد چار ماہ پورے ہو جاتے ہیں تو انسان کا ڈھانچہ ماں کے پیٹ میں مکمل ہو جاتا ہے۔ تب اس کے اندر روح ڈالی جاتی ہے۔ بہیمیت یہ چاہتی ہے کہ یہ جسم میری خدمت میں مصروف رہے۔ خوب محنت کرکے کمائے۔ اور مجھے لذیذ سے لذیذ کھانے کھلائے اور عمدہ سے عمدہ قیمتی کپڑے پہنائے۔ اور ملکیت یہ چاہتی ہے۔ کہ یہ ڈھانچہ دن رات اللہ تعالیٰ کے ذکر میں شاغل رہے۔ کیونکہ ملکیت کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے سرور اور لذت حاصل ہوتی ہے اس عالم ناسوت یعنی اس مادی جہان میں انسان نے چند روزہ رہ کر بالآخر عالم ملکوت یعنی ملکیت کے ملک میں جانا ہے۔ اور وہاں ابد الآباد کے لئے (باقی بر ۱۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اکلِ حلال

شیخ خدا بخش صاحب خطیب نئی آبادی جیاموسنی لاہور

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ وَاشْکُرُوْا لِلّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ ط

ترجمہ :۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو کھاؤ پاکیزہ اس چیز سے کہ دیا ہم نے تم کو اور شکر کرو تم واسطے اللہ کے اگر ہو تم اسی کی عبادت کرتے :۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اپنے مومن بندوں کو حکم دیا کہ وہ پاک رزق کھاویں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ حلال کھانا سبب ہوتا ہے دعا و عبادت کے قبول ہونیکا۔ حرام کھانا قبول ہونے سے روکدیتا ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً کہتے ہیں اے لوگو اللہ تعالیٰ پاک ہے نہیں قبول کرتا مگر پاک کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے مومنوں کو جس بات کا حکم دیا ہے رسولوں کو بھی فرمایا اے رسولو کھاؤ طیبات اور عمل کرو صالحات میں تمہارے کاموں کو جانتا ہوں، پھر ذکر کیا ایک آدمی کا کہ لمبا سفر کرتا ہے پریشان حال گرد آلود ہے دونوں ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھاکر یارب یارب کہتا ہے حالانکہ اسکا کھانا حرام ہے پینا حرام ہے لباس حرام ہے حرام سے پلا ہے۔ اس کی عبادت کیسے قبول ہو۔ روایت کیا اسکو احمد، مسلم، ابن کثیر۔ حلال رزق طلب کرنا تمام مسلمانوں کیلئے ضروری ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے چالیس دن ایسی حلال روزی جسمیں کچھ حرام نہ ملا ہو کھایا حق تعالیٰ اس کے دل کو نور سے بھر دیگا اور حکمت کے چشمے اسکے دل سے جاری کرتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ دنیا کی محبت اسکے دل سے نکال دیتا ہے۔ اور فرمایا کہ حلال کی روزی کھانے والے کی دعا قبول ہوتی ہے اور یہ بھی فرمایا کہ جو حرام کھاتا ہے اسکی فرض نماز قبول نہیں ہوتی، اور نہ سنت۔ جس نے ایک کپڑا دس درہم کے خریدا اور اس میں ایک درہم حرام ہے جبتک وہ کپڑا بدن پر رہے گا اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔ اور فرمایا جو گوشت بدن پر حرام روزی سے پیدا ہوگا دوزخ کی آگ میں جلے گا۔ اور فرمایا ہے کہ جس نے پرواہ نہ کی اس بات کی کہ مال کہاں سے پیدا کیا ہے حق تعالیٰ پرواہ نہ کریگا اس بات کی کہ اس کو کہاں دوزخ میں ڈالے۔ اور فرمایا کہ جو طلب حلال میں تھک کر گھر جاتا ہے اور سو جاتا ہے اس کے سب گناہ بخش دئے جاتے ہیں، اور صبح کو جب سو کر اُٹھتا ہے خدا اس سے خوش ہوتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حرام رزق سے سخت اجتناب کرتے تھے کیونکہ وہ حضورؐ کے نقش قدم پر چلتے تھے۔ مستجاب الدعوات بھی تھے۔ موجودہ دور میں مسلمانوں کو یہ فکر ہوتی ہے کہ ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں لیکن حالات کا اندازہ احادیث سے کیا جاسکتا ہے۔ اگر اللہ جل شانہ اپنے فضل سے کبھی کافر کی بھی دعا قبول فرمالیتے ہیں چہ جائیکہ فاسق کی۔ لیکن متقی کی دعا اصل چیز ہے اس لئے متقیوں سے دعا کی تمنا کی جاتی ہے۔ جو لوگ چاہتے ہیں کہ ہماری دعائیں قبول ہوں ان کیلئے بہت ضروری ہے کہ حرام مال سے احتراز کریں اور ایسا کون ہے جو یہ چاہتا ہے کہ میری دعا قبول نہ ہو۔

ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام رات جاگتے رہے اور کروٹیں بدلتے رہے ازواج مطہرات میں سے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ آج نیند نہیں آئی۔ ارشاد فرمایا کہ ایک کھجور پڑی ہوئی تھی میں نے اٹھاکر کھالی۔ کہ ضائع نہ ہو اب مجھے یہ فکر ہے کہ کہیں صدقے کی نہ ہو۔ اقرب یہی ہے کہ وہ حضور کی اپنی ہوگی مگر چونکہ صدقے کا مال بھی حضور کے یہاں آتا تھا اس شبہ کی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رات بھر نیند نہ آئی کہ خدانخواستہ کہ وہ صدقے کی نہ ہو۔ اور اس صورت میں صدقے کا مال کھایا گیا ہو یہ تو ہمارے آقا کا حال ہے کہ محض شبہ پر رات بھر کروٹیں بدلیں اور نیند نہیں آئی۔ اب غلاموں کا حال دیکھو کہ رشوت، سود، چوری، اور کتمان حق کے ذریعہ ناجائز مال کس سرخ روئی سے کھاتے ہیں اور ڈکار تک نہیں لیتے اور فخر سے اپنے آپ کو غلامان محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں شمار کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صدقے کی کھجوریں آئیں حضرت امام حسنؓ چھوٹے بچے تھے ایک کھجور اٹھا کر منہ میں رکھ لی حضورؐ نے فرمایا کخ کخ اَلْقِھَا یعنی اس کو پھینک دے صدقہ کا مال سادات پر حرام ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ایک غلام تھا معاہدہ کے طور پر اپنی آمدنی میں سے کچھ رقم حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں پیش کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ کچھ کھانا لایا۔ اور حضرتؓ نے اس میں سے ایک لقمہ نوش فرمالیا غلام نے عرض کیا آپ روزانہ دریافت فرمایا کرتے تھے کہ کس ذریعہ سے کمایا آج دریافت نہیں فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ بھوک کی شدت کی وجہ سے دریافت کرنے کی نوبت نہیں آئی اب بتاؤ؟ عرض کیا کہ زمانہ جاہلیت میں ایک قوم پر میرا گذر ہوا تھا اور میں نے ان پر منتر پڑھا انہوں نے مجھ سے وعدہ کر رکھا تھا آج میرا گذر ادھر کو ہوا تو انکے یہاں شادی ہو رہی تھی انہوں نے یہ مجھے دیا تھا حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ تو نے مجھے ہلاک کر دیا۔ اس کے بعد حلق میں ہاتھ ڈالکر قے کرنیکی کوشش کی مگر ایک لقمہ جو بھوک کی حالت میں کھایا گیا تھا نہ نکلا کسی نے عرض کیا کہ پانی سے قے ہوسکتی ہے۔ ایک پیالہ پانی کا منگایا اور پانی پی پی کر قے فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ لقمہ نکل گیا۔ کسی نے عرض کیا کہ اللہ آپ پر رحم فرمائے یہ ساری مشقت اس ایک لقمہ کی وجہ سے برداشت فرمائی آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میری جان کیساتھ بھی یہ لقمہ نکلتا تو میں اسکو نکالتا۔ میں نے حضور سے سنا ہے کہ جو بدن مال حرام سے پرورش پائے آگ اس کے لئے بہتر ہے مجھے یہ ڈر ہوا کہ میرے بدن کا کوئی حصہ اس لقمے سے پرورش نہ پا جائے۔ (منتخب کنز العمال)

حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اس قسم کے واقعات متعدد بار پیش آئے مزاج میں احتیاط زیادہ تھی تھوڑا سا شبہ بھی ہو جاتا تھا تو قے فرماتے۔ بخاری شریف میں ایک اور قصہ اسی قسم کا ہے۔ کہ کسی غلام نے زمانہ جاہلیت میں کوئی کہانت یعنی غیب کی بات نجومیوں کے طور پر کسی کو تلائی تھی وہ اتفاق سے صحیح ہوگئی۔ ان لوگوں نے اس غلام کو کچھ دیا جس کو اس نے اپنی مقررہ رقم میں حضرت ابوبکرؓ کو لاکر دیا حضرت نے نوش فرمایا اور پھر جو کچھ پیٹ میں تھا سب قے کر دیا۔

ان واقعات میں یہ ضروری نہیں کہ غلاموں کا مال ناجائز ہی ہو۔ دونوں احتمال ہیں مگر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی کمال احتیاط نے مشتبہ مال کو بھی گوارہ نہ کیا۔

سیدنا عمرؓ نے ایک مرتبہ دودھ نوش فرمایا تو اس کا مزہ کچھ عجیب سا پایا۔ جن صاحب نے پلایا تھا ان سے دریافت فرمایا کہ یہ دودھ کیسا ہے کہاں سے آیا ہے انہوں نے عرض کیا کہ فلاں جنگل میں صدقے کے اونٹ چر رہے تھے میں وہاں گیا تو ان لوگوں نے دودھ نکالا جس میں سے مجھے بھی دیا حضرت عمرؓ نے منہ میں ہاتھ ڈالا۔ اور سارے کا سارا قے فرما دیا (موطا امام مالکؒ)

ان حضرات کو ہمیشہ یہ فکر رہتی تھی کہ مشتبہ مال بھی بدن کا جزو نہ ہے چہ جائیکہ بالکل حرام۔ یحییٰ بن معاذ نے فرمایا ہے کہ طاعت خزانہ الٰہی ہے اور اس کی کنجی دعا اور اس کا دندانہ لقمہ حلال ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو حرام اور مشتبہ مال سے بچائے۔

بقیہ امراۃ الاسلام

(صفحہ ۲ سے آگے)

یہودی کی بیٹی" کہا ہے۔ آپ نے فرمایا حفصہؓ خدا سے ڈرو! پھر صفیہ کی یوں دلجوئی فرمائی کہ تم نبی کی بیٹی ہو۔ تمہارا چچا پیغمبر ہے۔ اور تم نبی کے نکاح میں ہو۔ حفصہؓ تم پر کس بات پر فخر کرسکتی ہے۔

ایک بار حضرت صفیہؓ سے حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ نے کہا کہ ہم حضور کے نزدیک تم سے زیادہ معزز ہیں۔ کیونکہ ہم آپؐ کی بیوی بھی ہیں اور رشتہ میں چچا زاد بھی حضرت صفیہؓ کو ناگوار ہوا اور انہوں نے حضورؐ سے شکایت کی۔ آپؐ نے فرمایا تم نے یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ میرے شوہر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ میرے باپ ہارونؑ اور چچا موسیٰؑ ہیں تم مجھ سے زیادہ کیونکر معزز ہو سکتی ہو۔ خیال رہے کہ زوجہ رسول حضرت صفیہ پہلے نسباً یہودیہ تھیں۔ اور آل ہارون سے متعلق تھیں۔

وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی

طلوعِ آفتابِ ختمِ رسالت سے

از معتمد رشیدہ

شبِ تاریک — (قبل ظہور ختمِ رُسل)

لہو آدم کا بہتا تھا عرب کے ریگزاروں پر
جفا بغض و حسد اور شرک کے احکام چلتے تھے
اداسی تھی پریشانی و حیرانی کا عالم تھا
نہ جھکتا تھا کبھی بندہ خدا کے آستانے پر
کہیں مقہور ہوتا تھا، کہیں مجبور ہوتا تھا
پرستارانِ باطل بیکسوں پر ظلم کرتے تھے
نہ گل محفوظ تھا صحنِ چمن میں جورِ گلچیں سے
بہاریں خون کے آنسو رُلاتی تھیں گلستاں کو
ابھی چمکا نہ تھا فاران پر وہ نیّرِ اعظم
قمار و مے کا رسیا تھا غرض ہر اشرف و ارذل
کہیں دختر کشی تھی اور کہیں بردہ فروشی تھی
جہاں کا ذرہ ذرہ خنجرِ دوراں کا گھائل تھا
نہ برسا تھا عرب پر ابرِ رحمت ایک مدت سے

بپا تھا فتنۂ محشر تکبّر کے اشاروں پر
غرض اعمال کفر و فسق کے سانچوں میں ڈھلتے تھے
کہ انساں ہاتھ سے انسان کے حیوان سے کم تھا
گھٹا وہ گمرہی کی چھائی تھی سارے زمانہ پر
مگر اپنے خدائے مہرباں سے دور ہوتا تھا
مگر حقدار حق کا نام تک لینے سے ڈرتے تھے
نہ بُلبل کو کبھی صیّاد سے مہلت کہ دم لے لے
فضائیں فصلِ گُل کی خار تھیں مایوس انساں کو
ابھی اوہام کی تیرہ شبی میں قید تھا آدم
قتال و نہب کا خوگر ہر اک اعلیٰ ہر اک اسفل
کہیں عصمت کی پونجی کوڑیوں کے مول بکتی تھی
نہ تھا مونس کوئی جو تھا وہ خود بھی نیم بسمل تھا
ترستے قطرہ قطرہ کو تھے تخنستانِ جنت سے

بہاریں آتی جاتی تھیں نہ کھلتی تھی کلی دل کی!
فضائیں مسکراتی تھیں بُری حالت تھی محفل کی!

وَالنَّہَارِ اِذَا تَجَلّٰی

قبل اور اس کے بعد

لدھیانوی صاحبہ منٹگمری

روزِ روشن ——— (طیورِ قدسی اور اس کے بعد)

یکایک رحمتِ خلاقِ عالم جوش میں آئی
جمالِ رحمت للعالمیں کی شان دکھلائی

ہوا تڑکا ڈھلیں تاریکیاں نورِ ہدایت سے
وہ ابھری صبحِ صادق بحرِ ظلماتِ ضلالت سے

ضیا برسی نبوت کی جہانِ کفر و عصیاں میں!
وہ اٹھی موجِ وحدت شرک کے تاریک طوفاں میں

خزاں کا دور گذرا اور چمن میں تازگی آئی!
بہاریں جھومتی آئیں، گلوں نے راگنی گائی

وہ مُزمّل جسے شاہنشہِ کونین کہتے ہیں
وہ اُمّی علم و حکمت جسکے نقشِ پا میں رہتے ہیں

وہ لے کر مشعلِ حکمت شرربار آ پہنچا
زمانہ کی ہدایت کا علم بردار آ پہنچا

وہ ساقی ساغرِ مہتاب و انجم جس کے پیمانے
وہ مولا جس کے قدموں میں گرے دنیا کے بتخانے

دلوں کی ظلمتیں ایک ایک کر کے دور کر ڈالیں
عرب کی کلفتیں ایک ایک کر کے دور کر ڈالیں

جو ظالم تھے وہ نادم ہو کے بیٹھے آہ آہ کرنے
جو دشمن تھے وہ الفت کا لگے آپس میں دم بھرنے

وہ سلطانِ رسل علم و یقیں کا پیکرِ کامل
وہ رعنائی و حسنِ ظاہر و باطن کی جان و دل

وہ اک ذاتِ گرامی باعثِ تخلیقِ دو عالم
ضیاءِ نورِ وحدت غنچۂ ایمان کی شبنم

وہ جسکے ناخنِ تدبیر سے یکبارگی سلجھے
وہ عقدے جن میں دنیا بھر کے عاقل تھے پڑے الجھے

وہ آیا اور سحر کی لوح پر رعنائیاں آئیں
وہ آیا اور جبینِ عرش پر دلداریاں آئیں

وہ اپنے ساتھ تازہ تر نظامِ زندگی لایا
وہ "اکملت لکم" کا مژدہ پایندگی لایا

وہ آیا اور زمامِ ماہ و انجم موڑ دی اس نے
وہ آیا اور شہنشاہی بتوں کی توڑ دی اس نے

وہ آیا جس سے پیرانِ کلیسا تھرتھراتے ہیں
وہ جس کے نام سے باطل کے ایواں کپکپاتے ہیں

میں اس کے نام پر دونوں جہاں قرباں کر ڈالوں
مہ و انجم، زمین و آسماں قرباں کر ڈالوں

(ن - ش - ع)

رمضان اور پاکستان کا مسلمان

از جناب مولانا محمد شعیب صاحب میاں علی ضلع شیخوپورہ

مملکت اسلامیہ پاکستان کا مقصد شعائر اسلامیہ کا احترام اور قیام بتلایا جاتا تھا۔ پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ ہمارے لیڈروں کا وظیفہ عام تھا۔ مگر آج اسی پاکستان میں ہی شعائر دین کی جو بے حرمتی ہو رہی ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ ہمیں خوب یاد ہے کہ قبل از تقسیم جب ماہ صیام آتا تو ہمسایہ اقوام بھی اس کے احترام میں علانیہ خورد و نوش نہیں کرتی تھیں۔ مگر آج اپنے مسلمان بھائیوں کو ہی دیکھ لیجئے علانیہ حقے اور سگریٹ پئیں گے کھانے کھائیں گے۔ اور ذرہ بھر نہ شرمائیں گے۔ گویا بے غیرتی کی حد ہو گئی۔ شرم و حیا کا دیوالہ نکل گیا۔ جو کام غیروں کو کرتے شرم آتی تھی۔ وہ اپنوں نے کرنا عزت سمجھا۔ اگر کچھ توجہ دلائی جائے کہ بھائی صاحب رمضان مبارک کا مہینہ ہے۔ آپ بحمد اللہ مسلمان ہیں۔ روزے رکھیں۔ تو نہایت ڈھٹائی سے جواب دیں گے۔ مولوی جی واڈی کون کرے؟ تے کپاہ کون گڈے) مولوی صاحب گندم کی کٹائی کون کرے اور کپاس کون بیجے؟ اور بعض تو نہایت بے شرمی سے یوں بکتے ہیں۔ مولوی جی موہنہ بندنے وچہ کی رکھیا اے؟ مولوی صاحب منہ باندھنے میں کیا رکھا ہوا ہے؟ العیاذ باللہ۔ جو فقرے غیروں نے نہیں کہے تھے۔ وہ اپنے کہنے لگے۔ اگر کوئی ہندو یا سکھ مسلمان کے رمضان پر ایسے فقرے کستا تو واللہ فساد ہو جاتا۔ مگر مسلمان کہلوا کر چاہے اسلام کو بیخ و بن سے ہی اکھاڑنے لگ جاؤ۔ نہ اسلام میں فرق آئے۔ نہ سننے والوں کی رگ حمیت پھڑکے۔ لیڈران کرام کو تو کرسیوں سے غرض تھی۔ جو اُن کو بلا شرکت غیرے آج ۹ سال سے ملی ہوئی ہیں۔ اُن کی بلا جانے اسلام کی کیا تعلیم ہے اور رمضان المبارک کا کیا احترام ہے۔ ایک بہت بڑے لیڈر کے متعلق مشہور ہے۔ کہ ایک دن الیکشن کے زمانے میں آپ شاہی مسجد لاہور میں جمعہ پڑھنے تشریف لے گئے۔ جب تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھنے لگے تو دایاں ہاتھ نیچے رکھا۔ اور بایاں اوپر۔ لوگ دیکھ کر ہنسنے۔ جھٹ حضرت نے پینترا بدلا اور دایاں اُوپر کر دیا۔ یہ تو ان لوگوں کی دینی حالت ہے یہ خود دین سے کورے ہیں۔ اوروں کو کیا سکھائیں گے۔ الا ماشاء اللہ ——— ! بعض نیک بھی ہیں تعلیمات اسلامی سے واقف اور کسی حد تک پابند بھی ہیں۔ مگر نقار خانہ میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے ان کی مقدار اتنی بھی نہیں جتنی آٹے میں نمک کی ہوتی ہے۔ پھر ان کی بات چلے تو کیسے؟

سب سے زیادہ افسوس ہمیں مغربی پاکستان کے نیک دل وزیر اعظم ڈاکٹر خان صاحب پر آتا ہے جو بحمد اللہ خود تو صوم و صلوٰۃ کے پابند سنے جاتے ہیں۔ اور اس وقت با اختیار عہدے پر فائز ہیں۔ اگر وہ چاہتے تو رمضان کے لیے بہت کچھ کر سکتے تھے۔ ممکن ہے شہروں میں انہوں نے کچھ احکام جاری کئے ہوں۔ اور روزہ داروں کو برف اور چینی کی سہولتیں بھی مہیا کی ہوں۔ مگر دیہات کی حالت تو الان کما کان ہے۔ کوئی سرکاری آرڈر بے روزوں کے متعلق دیہات میں نہیں پہنچا اور نہ کوئی سہولت روزہ داروں کو ملی ہے۔ قند سفید جسے ہمارے عوام ولایتی کھانڈ کہتے ہیں (گویا یہ لندن سے آتی ہے) عنقا کی طرح معدوم ہے صرف دکانداروں کو پرمٹوں پر ملتی ہے۔ تاکہ عوام کو خوب لوٹیں۔ عام پبلک کے لئے کوئی کوٹا نہ مقرر ہوا نہ منظور ہوا ——— نہ پہلے نہ اب رمضان میں! اب اس کے نتیجے میں دیسی کھانڈ یعنی بی شکر کی بڑی بہن کے بھاؤ آسمان کی پوچھ رہے ہیں۔ اور عوام اسی پر صبر شکر سے دن گن رہے ہیں۔ اور برف تو خیر دیہات میں سامان تعیش ہی خیال کی جاتی ہے

کیا ہمارے نیک دل وزیر اعظم مغربی پاکستان ایک آرڈر کے ذریعہ عوام کو اسلامی احکام کی جبراً تعمیل نہیں کرا سکتے؟ کیا غبن کے مقدمات میں سرکاری سی۔ آئی ڈی تمام زمین نہیں چھان لیتی۔ کیا رمضان المبارک کا احترام غبن کے مقدمات سے بھی کم ہے؟ کہ اُس کے مجرم تو دھر لئے جائیں۔ اور اس کے کھلے دندناتے پھریں۔

کیا نماز تراویح کے احترام میں ریڈیو اور سینما وغیرہ اور فواحشی بند کئے ہیں۔ ریڈیو تو دیہات میں عین نماز تراویح کے وقت جاری رہتا ہے۔ یہی حال باقی فواحشات کا بھی ہوگا۔ پھر جس ملک میں رمضان المبارک کا ذرہ بھر احترام نہ ہو۔ روزہ داروں کی ذرہ بھر دلجوئی نہ کی گئی ہو۔ بے روزوں کو کھلی چھٹی ہو۔ فواحش پر قطعاً پابندی نہ ہو وہ اسلامی ملک اور اسلامی حکومت کیوں کر کہلوا سکے گی۔

دُعاء

اللہ تعالےٰ ہمارے حکام اور عوام کو صحیح معنوں میں مسلمان بننے کی توفیق دے۔ اور پاکستان کو سچی اسلامی حکومت بنائے۔ آمین! یا الٰہ العالمین

بقیہ دار القضاۃ قبائل

(صفحہ ۶ سے آگے)

ہوتے تھے۔ آج بھی اسی شان سے حسب سابق تمام قبائل کے جھگڑوں کے فیصلے اسی بستی صالحین کے مفتیان دین متین صادر فرماتے ہیں۔ مادی قوتوں پہ نازاں قومیں تو ان پر حکومت نہیں کر سکیں۔ لیکن روحانی قوتوں کے حامل بوریا نشین ان کو نورِ حق سے آشنا کر رہے ہیں۔

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ!

سیاح روزگار محدث نامدار عالم باعمل حضرت شیخ مصلح الدین سعدی رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب ارشاد فرما گئے ہیں ؎

یکے دیدم از عرصۂ رودبار
کہ پیش آمدم بر پلنگے سوار
چناں ہول از اں حال بر من نشست
کہ ترسیدم پائی رفتن ببست
تبسم کناں دست بر لب گرفت
کہ سعدی مدار ایں چہ دیدی شگفت
تو ہم گردن از حکم داور مپیچ
کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ
چو خسرو بفرمان داور بود
خدائیش نگہبان و یاور بود

(ماخوذ از بوستان)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع الی السماء و نزول من السماء

از میاں عبدالرحمٰن صاحب پرنسپل عثمانیہ کالج شیخوپورہ

(۲)

توفّی کا لفظ عوام کے یہاں موت دینے اور جان لینے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ لیکن لُغَاۃ کے نزدیک اس کے معنی ہیں پورا وصول کرنا اور ٹھیک لینا گویا اُن کے نزدیک موت پر بھی توفّی کا اطلاق اسی حیثیت سے ہوا کہ موت میں کوئی عضو خاص نہیں بلکہ خدا کی طرف سے پوری جان وصول کر لی جاتی ہے۔ اب اگر فرض کرو۔ خدا تعالےٰ نے کسی کی جان بدن سمیت لے لی تو اسے بطریق اولیٰ توفی کہا جائے گا۔ جن اہل لغت نے توفی کے معنی قبضِ روح کے لکھے ہیں۔ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ قبض روح مع البدن کو توفی نہیں کہتے نہ کوئی ایسا ضابطہ بتلایا ہے کہ جب توفی کا فاعل اللہ ہو۔ اور مفعول ذی روح ہو تو بجز موت کے کوئی معنی نہ ہو سکیں ہاں چونکہ عموماً قبض روح کا وقوع بدن سے جدا کر کے ہوتا ہے۔ اس لئے کثرت اور عادت کے لحاظ سے اکثر موت کا لفظ اس کے ساتھ لکھ دیتے ہیں۔ ورنہ لفظ کا لغوی مدلول قبض روح مع البدن کو شامل ہے۔ دیکھئے

اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا
وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا
(سورہ زمر ع ۵)

میں توفّی نفس یعنی قبض روح کی دو صورتیں بتائیں موت اور نیند۔ اس تعمیم سے نیز توفی کو "انفس" پر وارد کر کے اور حِیْنَ مَوْتِهَا کی قید لگا کر بتلا دیا کہ توفی اور موت دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ اصل یہ ہے کہ قبض روح کے مختلف مدارج ہیں۔ ایک درجہ وہ ہے جو موت کی صورت میں پایا جائے۔ دوسرا وہ جو نیند کی صورت میں ہو۔ قرآن مجید نے بتلا دیا کہ وہ دونوں پر توفی کا لفظ اطلاق کرتا ہے۔ جیسے

یَتَوَفّٰکُمْ بِالَّیْلِ وَیَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ
بِالنَّهَارِ (انعام ع ۷)

اب جس طرح اُس نے دو آیتوں میں نوم پر توفی کا اطلاق جائز رکھا حالانکہ نوم میں قبض روح بھی پورا نہیں ہوتا اسی طرح اگر "آل عمران" اور "مائدہ" کی دو آیتوں میں توفی کا لفظ قبض روح مع البدن پر اطلاق کر دیا گیا تو کونسا استحالہ لازم آتا ہے۔ بالخصوص جب یہ دیکھا جائے کہ موت اور نوم میں لفظ توفی کا استعمال قرآن کریم ہی نے شروع کیا ہے۔ بہر حال اس آیت میں جمہور کے نزدیک توفی سے موت مراد نہیں ہے اور ابن عباسؓ سے بھی صحیح ترین روایت یہی ہے کہ حضرت مسیحؑ آسمان پر زندہ اٹھائے گئے۔ زندہ اٹھائے جانے یا دوبارہ نازل ہونے کا انکار سلف میں کسی سے منقول نہیں۔ پھر جو معجزات حضرت مسیح علیہ السلام نے دکھلائے اُن میں علاوہ دوسری حکمتوں کے ایک خاص مناسبت آپ کے رفع الی السماء کے ساتھ پائی جاتی ہے۔ آپ نے شروع ہی سے متنبہ کر دیا کہ جب ایک مٹی کا پتلا میرے پھونک مارنے سے باذن اللہ پرند بن کر اوپر اُڑا چلا جاتا ہے کیا وہ بشر جس پر خدا نے روح اللہ کا لفظ اطلاق کیا اور روح القدس کے نفخہ سے پیدا ہوا یہ ممکن نہیں کہ خدا کے حکم سے اُڑ کر آسمان تک چلا جائے۔ جس کے ہاتھ لگانے یا دو لفظ کہنے پر حق تعالےٰ کے حکم سے اندھے اور کوڑھی اچھے اور مردے زندہ ہو جاتیں۔ اگر وہ اس موطن کون و فساد سے الگ ہو کر ہزاروں برس فرشتوں کی طرح آسمان پر زندہ اور تندرست رہے تو کیا بعید ہے۔

سورۃ نساء ع ۲۲ پ ۶ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ عِیْسَی
ابْنَ مَرْیَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ج وَمَا
قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰکِنْ شُبِّهَ
لَهُمْ (الخ)

ترجمہ اور اُن کے اس کہنے پر کہ ہم نے قتل کیا۔ مسیح عیسیٰ بیٹے مریم کو جو رسول تھا اللہ کا اور اُنہوں نے نہ اس کو مارا اور نہ سولی پر چڑھایا ولیکن وہی صورت بن گئی اُن کے آگے۔ اور جو لوگ اس میں مختلف باتیں کرتے ہیں۔ تو وہ لوگ اس جگہ شبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ کچھ نہیں اُن کو اس کی خبر صرف اٹکل پر چل رہے ہیں۔ اور اس کو قتل نہیں کیا۔ بے شک۔ بلکہ اس کو اُٹھا لیا اللہ نے اپنی طرف۔ اور اللہ ہے زبردست حکمت والا

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو ہدایت کی تو کہنے لگے ہمارے دل پردہ میں ہیں۔ تمہاری بات وہاں تک پہنچ نہیں سکتی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ یہ بات نہیں بلکہ کفر کے سبب اللہ نے اُن کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔ جس کے باعث اُن کو ایمان نصیب نہیں ہو سکتا۔ مگر تھوڑے لوگ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ جیسے حضرت عبداللہ ابن سلام اور اُن کے ساتھی۔

اور نیز اس وجہ سے کہ حضرت عیسیٰؑ سے منکر ہو کر دوسرا کفر کمایا اور حضرت مریمؑ پر طوفان عظیم باندھا اور ان کے اس قول پر کہ فخر سے کہتے تھے ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰؑ کو مار ڈالا جو اللہ کا رسول تھا۔ ان تمام وجوہ سے یہود پر عذاب اور مصیبتیں نازل ہوئیں مذکورہ آیت میں اللہ تعالےٰ اُن کے قول کی تکذیب فرماتا ہے کہ یہودیوں نے نہ عیسیٰؑ کو قتل کیا نہ سولی پر چڑھایا یہود اس بارہ میں مختلف باتیں کہتے ہیں۔ اپنی اپنی اٹکل سے کہتے ہیں۔ اللہ نے اُن کو شبہ میں ڈال دیا۔ خبر کسی کو بھی نہیں۔ واقعی بات یہ ہے اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر اٹھا لیا۔ اللہ تعالیٰ سب چیزوں پر قادر ہے۔ اور اس کے ہر کام میں حکمت ہے۔ قصہ یہ ہوا کہ جب یہودیوں نے حضرت مسیحؑ کے قتل کا عزم کیا تو پہلے ایک آدمی اُن کے گھر میں داخل ہوا حق تعالیٰ نے عیسیٰؑ کو تو آسمان پر اٹھا لیا۔ اور اس شخص کی صورت حضرت مسیحؑ کی صورت کے مشابہ کر دی۔ جب باقی لوگ گھر میں گھسے تو اس شخص کو مسیح سمجھ کر قتل کر دیا۔ پھر خیال آیا تو کہنے لگے کہ اس کا چہرہ تو مسیح کے چہرے کے مشابہ ہے اور باقی بدن ہمارے ساتھی کا معلوم ہوتا ہے کسی نے کہا کہ یہ مقتول مسیح ہے تو ہمارا آدمی کہاں ہے۔ اور اگر یہ ہمارا آدمی ہے تو مسیح کہاں ہے۔ اب صرف اٹکل سے کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ کہا۔ علم کسی کو بھی نہیں ہے۔ حق یہی ہے کہ حضرت عیسےٰؑ ہرگز مقتول نہیں ہوئے بلکہ ان کو اللہ نے آسمان پر اٹھا لیا اور یہود کو شبہ میں ڈال دیا۔

حیات مسیحؑ پر وُئے احادیث

(۱) وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَیُوْشِکَنَّ
اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمْ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا
وَعَدْلًا فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ
الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعُ الْجِزْیَةَ
وَیَفِیْضُ الْمَالُ حَتّٰی لَا یَقْبَلَهٗ
اَحَدٌ حَتّٰی تَکُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ
خَیْرًا مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا ثُمَّ
یَقُوْلُ اَبُوْهُرَیْرَةَ فَاقْرَءُوْا
اِنْ شِئْتُمْ "وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ
الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ
مَوْتِهٖ"

(بخاری و مسلم)

(ترجمہ:- قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے یقیناً تم میں ابنِ مریم ضرور اُتریں گے حاکم و عادل ہو کر۔ پس صلیب کو توڑیں گے (صلیب پرستی یعنی عیسائی مذہب کو ختم کریں گے) اور خنزیر کو قتل کریں گے (خنزیر کھانے والی قوم کو ختم کریں گے) اور جزیہ اُٹھا دیں گے اُن کے زمانے میں مال کی اس قدر کثرت ہوگی کہ (زکوٰۃ وغیرہ) کوئی قبول نہ کرے گا (عبادت صلاح و تقویٰ اس قدر زیادہ ہوگا گویا ایک سجدہ کو دُنیا اور دُنیا کی تمام نعمتوں سے افضل جانیں گے۔ پھر حضرت ابوہریرہؓ (راوی حدیث) نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو قرآن عزیز کی یہ آیت پڑھو:-

جس کا ترجمہ یہ ہے:-

(اہل کتاب میں سے کوئی شخص ایسا نہیں جو حضرت عیسےؑ کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لائے)

(۲) اَلْاَنْبِیَاءُ اِخْوَۃٌ لِعَلَّاتٍ اُمَّھَاتُھُمْ شَتّٰی وَ دِیْنُھُمْ وَاحِدٌ وَاَنَا اَوْلَی النَّاسِ بِعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ لِاَنَّہٗ لَمْ یَکُنْ بَیْنِیْ وَ بَیْنَہٗ نَبِیٌّ وَ اِنَّہٗ نَازِلٌ فَاِذَا رَاَیْتُمُوْہُ فَاعْرِفُوْہُ رَجُلٌ مَرْبُوْعٌ اِلَی الْحُمْرَۃِ وَالْبَیَاضِ عَلَیْہِ ثَوْبَانِ مُمَصَّرَانِ کَاَنَّ رَاْسَہٗ یَقْطُرُ وَاِنْ لَمْ یُصِبْہُ بَلَلٌ فَیَدُقُّ الصَّلِیْبَ وَ یَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَ یَضَعُ الْجِزْیَۃَ وَیَدْعُو النَّاسَ اِلَی الْاِسْلَامِ فَتَھْلِکُ فِیْ زَمَانِہِ الْمِلَلُ کُلُّھَا اِلَّا الْاِسْلَامَ فَیَمْکُثُ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً ثُمَّ یُتَوَفّٰی وَ یُصَلِّیْ عَلَیْہِ الْمُسْلِمُوْنَ (ابوداؤد)

(ترجمہ:- تمام نبی علاتی بھائیوں کی طرح ہیں۔ ان کی مائیں تو مختلف ہیں اور دین الگ ہوتا ہے۔ اور میں عیسیٰ ابن مریم سے سب سے زیادہ تعلق رکھنے والا ہوں کیونکہ ان کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا۔ اور وہ (میرے اُمتی بن کر) نازل ہونے والے ہیں۔ پس جب تم اُنہیں دیکھو تو اُنہیں پہچان لو (ان نشانیوں سے کہ) ان کا قد درمیانہ۔ سُرخ۔ سفیدی مائل رنگ ہوگا (نزول کے وقت) زرد لباس ہوگا۔ اور اُن کے سر سے پانی ٹپک رہا ہوگا اگرچہ سر بھیگا ہوا نہ ہوگا۔ صلیب کو توڑیں گے خنزیر کو قتل کریں گے۔ جزیہ چھوڑ دیں گے اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں گے اس زمانے میں سارے مذاہب فنا ہو جائیں گے۔ صرف اسلام باقی رہ جائے گا۔ چالیس سال (نزول کے بعد) دُنیا میں زندہ رہیں گے پھر انتقال ہوگا اور عام مسلمان اُن کا جنازہ پڑھیں گے۔

[1] حضرت عیسیٰ کوئی نئی شریعت نہیں لائیں گے اور نہ اپنی پرانی شریعت پر عمل کریں گے۔ بلکہ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی بن کر آئیں گے۔ اور قرآن کی متابعت و تبلیغ فرمائیں گے)

(۳) یَنْزِلُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ عِنْدَ الْمَنَارَۃِ الْبَیْضَاءِ شَرْقِیِّ دِمَشْقَ (ابوداؤد)

(ترجمہ:- مریم کے بیٹے حضرت عیسےٰ دمشق کے سفید مشرقی منارے کے نزدیک اُتریں گے۔

(۴) لَیَھْبِطَنَّ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدْلًا وَ اِمَامًا مُقْسِطًا وَلَیَسْلُکَنَّ فَجًّا حَاجًّا اَوْ مُعْتَمِرًا وَلَیَاْتِیَنَّ قَبْرِیْ حَتّٰی یُسَلِّمَ عَلَیَّ وَلَاَرُدَّنَّ عَلَیْہِ (الحاکم) (ابن عساکر)

(ترجمہ:- یقیناً مریم کا بیٹا ضرور حاکم عادل اور منصف مقتدا (امام) بنکر اُترے گا یقیناً ایک راستہ سے حج یا عمرہ کرتا ہوا ضرور گزرے گا۔ اور البتہ ضرور میری قبر پر آئے گا۔ اور مجھے سلام کرے گا اور میں اس کے سلام کا جواب دُوں گا

(۵) یَنْزِلُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ اِلَی الْاَرْضِ فَیَتَزَوَّجُ وَ یُوْلَدُ لَہٗ وَ یَمْکُثُ خَمْسًا وَاَرْبَعِیْنَ سَنَۃً ثُمَّ یَمُوْتُ فَیُدْفَنُ مَعِیْ فِیْ قَبْرِیْ فَاَقُوْمُ اَنَا وَعِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ فِیْ قَبْرٍ وَاحِدٍ بَیْنَ اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ

(مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰؑ)

حضرت عیسیٰؑ زمین کی طرف اُتریں گے پھر شادی کریں گے اور اولاد ہوگی۔ ۴۵ سال ٹھہریں گے پھر میرے ساتھ میرے مقبرے میں دفن ہوں گے پھر قیامت کے روز میں اور مریم کے بیٹے عیسیٰؑ ایک ہی جگہ سے ابوبکرؓ و عمرؓ کے درمیان اُٹھیں گے۔

(۶) کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ مِنَ السَّمَاءِ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ (بیہقی)

(ترجمہ:- اس وقت تمہاری کیا کیفیت ہوگی۔ جبکہ مریم کا بیٹا تم میں آسمان سے اُترے گا۔ اور اس حالت میں تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا۔

(۷) وَیَنْزِلُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ عِنْدَ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ فَیَقُوْلُ لَھُمْ اَمِیْرُھُمْ یَا رُوْحَ اللّٰہِ تَقَدَّمْ صَلِّ لَنَا فَیَقُوْلُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃُ اُمَرَاءُ بَعْضُھُمْ عَلٰی بَعْضٍ فَیَتَقَدَّمُ اَمِیْرُھُمْ

(ترجمہ:- حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام صبح کی نماز کے وقت اتریں گے۔ اس وقت مسلمانوں کا سردار (حضرت مہدیؑ) حضرت عیسیٰ سے کہے گا آیئے نماز پڑھایئے پس حضرت عیسیٰؑ کہیں گے کہ یہ عزت (حضورؐ) کی اس امت ہی کو حاصل ہے کہ اس میں سے بعض بعض پر امیر ہوتے ہیں پس مسلمانوں کے سردار حضرت امام مہدیؑ آگے بڑھیں گے اور نماز پڑھائیں گے۔

(۸) لاتزال طائفۃ من اُمتی یقاتلون علی الحق ظاھرین الی یوم القیامۃ قال فینزل عیسی ابن مریم (صحیح مسلم)

(ترجمہ:- فرمایا ہمیشہ میری امت میں سے ایک جماعت حق پر لڑے گی اور وہ غالب رہے گی یہاں تک کہ حضرت عیسےٰ نازل ہوں گے۔

(۹) یَنْزِلُ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ قَبْلَ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ ٥

(ترجمہ:- عیسیٰ ابن مریم قیامت سے پہلے نازل ہوں گے۔

(۱۰) کَیْفَ تَھْلِکُ اُمَّۃٌ اَنَا اَوَّلُھَا وَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ اٰخِرُھَا (رزین)

ترجمہ:- یہ اُمت کس طرح ہلاک ہو سکتی ہے جس کے اوّل میںؐ ہوں اور آخر مسیح ابن مریم ہوں گے۔

(۱۱) یَنْزِلُ اَخِیْ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ مِنَ السَّمَاءِ عَلٰی جَبَلِ اَفِیْقٍ (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۵۶)

(ترجمہ:- ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسولِ خداؐ نے فرمایا۔ میرا بھائی عیسیٰ ابن مریمؑ آسمان سے اترے گا۔ جبل افیق پر حاکم عادل ہو کر۔

(۱۲) اَنَا اَوْلَی النَّاسِ بِابْنِ مَرْیَمَ لَیْسَ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ نَبِیٌّ (بخاری)

ترجمہ:- فرمایا کہ میں عیسیٰ ابن مریمؑ کے ساتھ سب لوگوں سے زیادہ تعلق رکھتا ہوں۔ کیونکہ میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا۔

(باقی صفحہ ۔۔ پر)

استفتاء

از جناب مفتی مولانا محمد علی صاحب خطیب شہری مسجد لاہور

سوال

ملتان شہر - ۱۳ مارچ ۱۹۵۶ء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت مولانا صاحب مندرجہ ذیل سوالات کا جواب بذریعہ رسالہ "خدام الدین" لاہور تحریر فرماکر عند اللہ ماجور ہوں :-

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک حافظ قرآن جو دانستہ داڑھی کترا تا ہے - اس کے پیچھے نماز تراویح جائز ہے یا نہیں۔

(۲) اگر داڑھی کٹے کے سوا دوسرا کوئی نہ ملے تو کیا کیا جائے۔

(۳) داڑھی رکھنے کا قدر واجب کتنا ہے اور کس کتاب سے ثابت ہے ؟

(۴) صلوا خلف کل بر وفاجر او کما قال الحدیث کا صحیح مطلب اور مصداق واضح فرمادیں۔

نوٹ :- (۱) ایک امام مسجد جو جدید اسلام کے مؤید ہیں - فرماتے ہیں کہ داڑھی کی حدیث صرف خبر واحد ہے ؟

(۲) ایک حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ حرمین الشریفین حج کے موقعہ پر اطرافِ عالم کے لوگ حاضر ہوتے ہیں - ان میں کثیر الکثریت داڑھی کترانے والوں کی ہوتی ہے - کیا یہ سب داڑھی کے حکم سے جاہل ہوں گے ؟

(۳) ایک کالج کے پروفیسر نے طلباء کو سمجھایا ہے کہ اسلام عجمی ممالک کے نومسلموں کو اسلامی لباس معاشرت تہذیب و تمدن اور وضع و روش جبراً اختیار کرنے پر مجبور نہیں کرتا - نیز ایک مولانا صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ قبضہ سے زائد ہونے پر کترا دینا سُنت ہے - خواہ مخواہ لمبی چھوڑنا تزئین چہرہ کے خلاف ہے - اولیٰ اور افضل یہی ہے کہ بقدر قبضہ پر اکتفا کیا جائے - بینوا توجروا

المستفتی عبدالواحد بورڈ نویس ملتان

الجواب وھو الموفق للصواب

(۱) امامت تراویح کی ہو یا فرض نمازوں کی یا عید کی سب میں امام فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے شامی ج ۱ ص۵۲۳ میں ہے۔

واما الفاسق فقد عللوا کراھۃ تقدیمہ بانہ لایھتم لامر دینہ وبان فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعًا ولا یخفی انہ اذا کان اعلم من غیرہ لا تزول العلۃ فانہ لا یؤمن ان یصلی بھم بغیر طھارۃ فھو کالمبتدع تکرہ امامتہ بکل حال بل مشی فی شرح المنیۃ علی انہ کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم لما ذکرنا ولذا لم تجز الصلوٰۃ خلفہ اصلا عند مالک وروایۃ عن احمد الخ

ترجمہ :- فاسق کو آگے بڑھانے کی کراہت کی علت فقہاء نے یہ لکھی ہے - کہ وہ دین کا اہتمام نہیں کرتا - اور امامت کے لئے بڑھانے میں اس کی تعظیم ہوتی ہے - حالانکہ شرعًا اس کی اہانت واجب ہے - پوشیدہ نہ رہے کہ اگر فاسق دوسروں سے زیادہ عالم بھی ہو تو یہ وجہ دور نہیں ہوتی کیونکہ کوئی اطمینان نہیں کہ وہ لوگوں کو بے وضو ہی نماز پڑھا دے - تو بدعتی کی طرح اس کی امامت بھی ہر حال میں مکروہ ہے بلکہ شرح منیۃ المصلی میں تو اس پر چلے ہیں کہ فاسق کو آگے بڑھانا مکروہ تحریمی ہے وجہ وہی بالا مذکور ہے - اور اسی وجہ سے امام مالکؒ کے نزدیک اور امام احمدؒ کی ایک روایت میں فاسق کے پیچھے نماز بالکل جائز ہی نہیں ہے

(۲) کوئی اور نہ ملنے کے دو معنے ہیں - ایک یہ کہ حافظ قرآن سنانے والا متقی پرہیزگار نہیں ملتا تو نماز مکروہ کرانے سے یہ بہتر ہے کہ تراویح سورتوں سے ہی پڑھ لی جائیں - فقہاء نے صاف لکھا ہے کہ اگر لوگ پورا قرآن شریف سننے سے گھبراتے ہوں - تو الم ترکیف سے پڑھ لیں تو جب دنیوی بات کو عذر قرار دیا گیا ہے تو کراہت سے بچنا جو دینی عذر ہے - اس کا زیادہ حق دار ہے اس کا لحاظ رکھا جائے - اور ایک معنی یہ ہیں کہ امام ہی کوئی نہیں ملتا تو گو یہ مشکل صورت ہے کہ بحمد اللہ پاکستان میں ہر جگہ ایسے امام دستیاب ہو رہے ہیں - جو متقی ہیں یا کھلے فاسق نہیں ہیں - ہاں اگر کہیں نہ مل سکے تو مجبوراً یہ کراہت نہ رہے گی - جب توبہ کرے گا بالکل درست ہو گی۔

(۳) ایک مٹھی واجب ہے کہ اس سے کم کرنا تمام امت کسی کے نزدیک جائز نہیں - آجکل کے تحریف احکام کرنے والوں کا اعتبار نہیں ساری امت کا اجماعی مسئلہ عقل پرستوں کی وہمیات سے کمزور نہیں ہوسکتا - درمختار میں ہے - ولا یکرہ تطویل اللحیۃ اذا کانت بقدر المسنون وھو القبضۃ الی ان قال واما الاخذ منھا وھی دون ذلک کما یفعلہ بعض المغاربۃ ومخنثۃ الرجال فلم یبحہ احد (شامی جلد ۲ ص۱۸۲)

ترجمہ :- داڑھی کو لمبا کرنا (نیل لگاکر) مکروہ نہیں ہے - جبکہ سنت مقدار یعنی ایک مٹھی ہو - اور ایک مٹھی سے کم ہو تو اس کو کاٹنا جیسے مغربی لوگ اور مخنث (کھسرے) کرتے ہیں اور اس کو کسی نے جائز نہیں قرار دیا - قرآن شریف کے لفظ ولا تاخذ بلحیتی (میری داڑھی نہ پکڑ) پ ۱۰ سے انبیاءؑ میں اس کا وجود اور اس قدر کا وجود ثابت ہے کہ پکڑی جا سکے اور بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث میں حضورؐ کا ارشاد ہے احفوا الشوارب واعفوا اللحی (مونچھوں کو کاٹو اور داڑھیوں کو بڑھاؤ) اس حدیث میں بڑھانے کا حکم ہے - اگر دوسری احادیث سے حد معلوم نہ ہوتی - تو ایک مٹھی کے بعد بھی کٹانا جائز نہ ہوتا - لیکن اصول حدیث جو اصول روایت و عقل بھی ہے - بتاتا ہے کہ اگر راوی حدیث کا عمل بھی ساتھ ہوگا - تو تحدید بن جائے گا - اور صحیح حدیثوں میں اس حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن عمر فاروقؓ کا عمل روایت کیا ہوا ہے - کہ ایک مٹھی سے زائد کٹاتے تھے اور ایک انہی حضرات کا عمل نہیں دوسرے صحابہ سے بھی روایت ہے (فتح القدیر) اور ترمذی میں خود حضور صلی اللہ علیہ کا طول و عرض سے لینا روایت ہے - اس لئے بڑھانے کے حکم کی ایک حدیث ثابت ہوتی ہے اور مسلم شریف کی ایک روایت میں اس کے بعد خالفوا المجوس (آتش پرستوں کی مخالفت کرو) لفظ بھی ہیں - ان سے بھی اس حدبندی کا ثبوت ہوتا ہے - کہ کچھ کچھ داڑھی تو وہ لوگ بھی رکھتے ہیں ہم کو زائد کا حکم ہے اور پادریوں کی سی نہ رکھنے کا حکم ہے - اسی لئے فقہائے کرام نے قدر یکمشت کو سنت فرمایا ہے - اور اس سے کم کو کسی نے جائز نہیں قرار دیا - آیت سے ولا ترکنوا الی الذین ظلموا (ظلم والوں کی طرف میلان نہ کرو - چونکہ سب سے بڑا ظلم کفر ہے - ان الشرک لظلم عظیم اور حدیث سے من تشبہ بقوم فھو منھم (جو کسی قوم سے مشابہت کریگا وہ ان میں سے ہے) یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیوں، یہودیوں اور آتش پرستوں اور ہندوؤں کی مشابہت اسی داڑھی کے معاملہ میں گناہ ہے جو ایک مٹھی سے کم کو کٹانے اور منڈانے میں ہے - لہٰذا یہاں دو جرم ہوتے ہیں حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت اور کافروں کی مشابہت اور منڈانے میں تو انتہائی مخالفت ہے اور بہت

کی مشابہت۔

(۴) امام بنانا یا آگے بڑھانا اور چیز ہے اور پیچھے نماز پڑھ لینا اور چیز ہے۔ امام بنانا تعظیم فاسق ہے اور تعظیم فاسق سے جیسے حدیث میں ہے۔ عرشِ الٰہی ہل جاتا ہے۔ اس لئے فاسق کو مستقل امام بنانے والے متولیان مسجد یا منتظمہ کمیٹی یا اہل محلہ یا کم از کم اس وقت کے نمازی جو اپنے اختیار عارضی طریقہ پر اسے بڑھا رہے ہیں۔ اس گناہ کا ارتکاب کرنے والے ہیں۔ اور جس شخص کو ایسا کوئی اختیار نہیں اگر اس کو بہتر امام میسّر ہے تو پھر تو وہ بھی اس کو اختیار سے اپنا امام بنانے والا ہو گیا کراہت کا گناہ اس پر بھی ہوگا۔ اور جس کو دوسرا امام بسہولت نہیں مل سکتا یا قریب میں کوئی اور جماعت کی بہتر جگہ نہیں ہے۔ اس کو حکم ہے کہ وہ نماز پڑھ لے تنہا نماز پڑھنے سے اس کے پیچھے نماز پڑھنا افضل ہے۔ در مختار میں ہے صلوا خلف کل بر و فاجر (نماز پڑھ لیا کرو ہر نیک و بد کے پیچھے)

جواب نوٹ نمبر ۱ ملاحظہ ہو۔

خبر واحد سے بھی ثابت اور تمام انبیاءؑ، تمام صحابہؓ تمام اولیاءؒ و اقطابؒ شہداء و بزرگان ملت کا قولی و فعلی اجماع بھی ہے۔ صرف خبر واحد کہنا ہی اوّل تو زیادتی ہے۔ دوسرے یورپ زدہ لوگوں کو خبر واحد کے مفہوم میں غلط فہمی ہوتی ہے یا غلط فہمی کی کوشش کی جاتی ہے۔ حدیث کی اصطلاح میں خبر واحد وہ حدیث ہے جو متواتر کے درجہ کو نہ پہنچے خواہ کسی زمانہ میں اس کے روایت کرنے والے سینکڑوں اور ہزاروں تک پہنچ جائیں۔ یہ معنی نہیں کہ صرف ایک ایک راوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک روایت کرتا ہو۔ تو وہ خبر واحد ہوگی۔ جس فن کا جو لفظ ہے اس کے معنی اس فن سے لئے جائیں گے۔ دوسرے کوئی معنی گھڑ لینا تہمت لگانا ہے۔ اور اصول فقہ کی کتابوں میں بہت آیات سے خبر واحد کا شرعی دلیل اور حکم واجب کرنے والی ہونا ثابت کیا ہوا ہے۔ یہ بڑی بددیانتی کی بات ہے، کہ عوام کی کم فہمی سے یہ غلط فائدہ اٹھایا جائے اور حدیث کی وقعت کم کرنے کی کوشش کی جائے اور اس طرح تعبیر کیا جائے۔ کہ لوگ غلط سمجھنے لگیں۔

(۲) یہ کیسی لغویات کہی جا رہی ہے۔ کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ اکثریت گناہوں میں مبتلا ہے تو کیا سب جاہل ہیں۔ پھر تو اس دلیل سے کوئی گناہ، کوئی فسق و فجور بھی گناہ نہ ہوگا۔ بدعمل کا عمل تو کیا دلیل بنتا سوائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کے یا جن کے فعل کو حضورؐ نے فرما دیا ہے کسی کا فعل خود فعل ہی حجت نہیں اور پھر جب کہ وہ اللہ رسول کے احکام کے خلاف بھی ہو۔ اس آجکل کی اکثریت کو تو دیکھ لیا جس میں دین کے اہتمام کا جو حال ہے وہ ہم سب دیکھ رہے ہیں خدا معلوم خود حضورؐ کے زمانہ اور صحابہؓ کے زمانہ تابعین، تبع تابعین کے زمانے اور تمام امت کے اللہ والوں کی اکثریت کو کل کے کل کو کیوں نظر میں نہیں لایا جاتا ہے۔ افسوس یورپ کی تعلیمات نے ذہن اور عقل پر اتنا قابو پا لیا ہے کہ صحیح بات کی طرف نظر ہی نہیں جاتی۔ اور کیا کوئی شخص اس سے انکار کر سکتا ہے کہ اچھے لوگ تو کم ہی ہوتے ہیں۔ اکثریت میں نہیں ہوتے خود اکثریت ہی قابل توجہ نہیں۔

(۳) یورپ نے جو دماغ ماؤف کر دیئے ہیں۔ اس کا یہ بھی اثر ہے کیا اسلام نے عرب کے نومسلموں کا الگ قانون بنایا ہے اور عجم کے نومسلموں کا الگ کیا قدیم مسلمانوں کے لئے یہ قاعدہ ہوتا ہے۔ اور نومسلموں کے لئے اور قاعدہ یہ تو دین کے ٹکڑے ٹکڑے کر دینا اور بعض کا انکار کر دینا ہوا۔ نومسلم کے لئے دین کا کچھ حصّہ ثابت اور کچھ کا انکار کرنا ہوا گویا اسلام کے احکام صرف اہل عرب کے لئے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت بھی صرف عرب کے لئے ہے اور

وَمَا اَرسلنٰك اِلّا كافةً للناس

وغیرہ آیات کا عموم بھی ختم ہے العیاذ باللہ اگر اس جملہ میں تاویل نہ ڈھونڈی جائے تو اس کا نتیجہ تو انکار و کفر تک نکل سکے گا۔ حدیث

من تشبه بقوم فهو منهم سب الوں کے لئے ہے۔ جو کافروں سے مشابہت پیدا کرے گا۔ وہ ان کے ساتھ ہے۔ جو انبیاءؑ، صحابہؓ اور صلحاء اُمت سے مشابہت پیدا کرے گا۔ وُہ ان کے ساتھ ہے۔ ہر ایک اپنا اپنا راستہ دیکھ سکتا ہے۔

مولانا صاحب کا بیان اپنا بیان نہیں فقہائے اُمت کا بیان ہے۔ اوپر در مختار کے لفظوں میں بھی قدر مسنون کا ایک مٹھی ہونا ذکر ہو چکا ہے۔ شامی نے اور حضرات سے بھی نقل کر رکھا ہے (جلد ۲ صفحہ ۱۹۱)

وفی شرح الشیخ اسمٰعیل لاباس
بان یقبض علی لحیته فاذا زاد
علی قبضته شئی جزه کما فی المنیة
وهو سنة کما المبتغی۔

ترجمہ:۔ شرح شیخ اسماعیل میں ہے کہ کوئی مضائقہ نہیں کہ آدمی داڑھی مٹھی میں لے مٹھی سے جو کچھ زائد ہو تو اسے کاٹ دے۔ اور یہی سنت ہے۔ صحاح ستہ کی ایک روایت میں اس حدیث کے الفاظ کے ساتھ

خالفوا المشرکین

بھی ہے۔ ان احادیث اور اسلاف کے عمل سے یکمشت داڑھی کا ہونا شعار اسلام اور خصوصیات اہل اسلام سے ہونا ثابت ہوا اس لئے اس کی مخالفت اور زیادہ گناہ ہوگی۔ فقط۔ واللہ اعلم۔ (۲۴ رمضان المبارک ۱۳۷۵ھ)

بقیہ خطبہ جمعہ

(صفحہ ۸ سے آگے)

رہتا ہے۔ لہٰذا انسان کی بہتری اسی میں ہے کہ بہیمیت کو ملکیت کے تابع ہو کر رہنے کا عادی بنایا جائے۔ رمضان المبارک کا مہینہ ویسے بھی بہت سی برکتوں کا حامل ہے اسی مہینہ میں مسلمان سے روزے رکھوائے جاتے ہیں۔ تاکہ اس کی بہیمیت کمزور رہے۔ اور ملکیت کی طاقت بڑھ جائے۔ اسی لئے روزہ دار کو کھانے پینے اور خواہشات نفسانی سے روک دیا جاتا ہے۔ اور رات کو علاوہ نماز عشاء کے تراویح کی نماز اس سے پڑھوائی جاتی ہے۔ تاکہ قرآن مجید جو رئیس الاذکار ہے وہ سروقد ہو کر ہمہ تن گوش بن کر سنے۔ اور اس ریاضت سے ملکیت کی طاقت میں جو کمی تھی۔ اس کا جبر نقصان ہو جائے۔ اور رمضان شریف کے بعد مسلمان اس چیز کو پیش نظر رکھے کہ ہمیشہ ملکیت کی خواہشات کو بہیمیت کی خواہشات پر ترجیح دے۔ اس طریقہ پر زندگی بسر کرنے سے انسان کی بہتری ہو جائیگی اور آخرت میں کامیاب ہو سکے گا۔ اور بندگان خدا کی اس ریاضت کی قدر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہوگی جس کا ذکر آپ رمضان شریف کے فضائل اور روزہ کے فضائل کے عنوانات میں سن چکے ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ وَاللّٰهُ يَهْدِیْ
مَنْ يَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْم

بقیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

(صفحہ ۱۱ سے آگے)

(۱۳) لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَنْزِلَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ (مسلم)

ترجمہ:۔ فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی جب تک عیسیٰ ابن مریمؑ نازل نہ ہوں گے۔

(۱۴) ینزل عیسی ابن مریم فیمکث فی الارض اربعین سنة

(ترجمہ:۔ عیسیٰؑ ابن مریمؑ نازل ہوں گے اور زمین پر چالیس سال تک ٹھہریں گے)

(۱۵) اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَبَّنَا حَیٌّ لَا یَمُوْتُ وَ اَنَّ عِیْسٰی یَاْتِیْ عَلَیْهِ الْفَنَاءُ

ترجمہ:۔ کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا خدا ہمیشہ زندہ ہے اس کو موت نہیں اور عیسیٰ جس کو تم بزعم خود خدا سمجھ رہے ہو اس کو موت

(باقی صفحہ ۲۰ پر)

یادِ رفتگان

(از خان عبد الحمید خاں صاحب آف فیروز سنز لاہور)

الحاج مولینا مولوی فیروز الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے خود نوشت سوانح حیات

(۵)

مولوی نذیر احمد صاحب:۔ اس طرح ایک دفعہ مولوی نذیر احمد صاحب نے انجمن حمایت اسلام کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ انسان کی وجاہت انسان کو مغرور کر دیتی ہے۔ جب میں دہلی میں پندرہ روپے ماہوار پر چھڑے والوں کا حساب لکھا کرتا تھا تو گفتگو بھی عام تھی۔ لیکن جب میں حیدر آباد دکن میں پندرہ سو روپیہ ماہوار پر ممبر مقرر ہوا۔ تو حضور نظام جب کبھی آداب دربار کے مطابق مجھے لفظ "تُو" سے یاد کیا کرتے۔ تو مجھے اس قدر ناگوار گزرتا کہ جیسے کسی نے ماں کی گالی دے دی ہے۔ حالانکہ اس وقت کا آئینِ دربار یہی تھا۔ اور حضورِ نظام اہلکارانِ اعلیٰ کو بھی "تُو" سے مخاطب کر کے گفتگو کیا کرتے تھے۔

خان بہادر شیخ غلام محی الدین:۔ خان بہادر شیخ غلام محی الدین صاحب کا ذکر نہ کرنا یقیناً ان کی حق تلفی ہوگی میرا اُن سے نہ تعلق تھا۔ اور نہ ہی پُرانی واقفیت۔ ایک دفعہ جب میں کشمیر میں ان سے ملا۔ تو ان کے ہاں کئی آدمی ٹھیرے ہوئے دیکھے۔ میں نے پُوچھا کہ یہ کون ہیں؟ تو فرمایا۔ کہ بتلاشِ ملازمت آئے ہوئے ہیں۔ چونکہ ان کا یہاں کوئی واقف نہیں۔ غریب آدمی الگ رہنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ اس لیے یہیں ٹھہر گئے ہیں۔

جموں میں پہلے اذان دینے کا دستور نہ تھا۔ یہ اذان خوانی کا سلسلہ بھی انہی کے وقت میں شروع ہوا۔ جب یہ خبر دربار میں پہنچی۔ کہ مسلمانوں نے مساجد میں اذان دینی شروع کر دی ہے۔ تو تمام ہندو اور ڈوگرہ اہلکار سخت برافروختہ ہوئے کہ ان اذان دینے والوں کو سخت سزا دینی چاہیے۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ کہ جب سے میں نے یہ قصّہ سُنا ہے۔ میں نے تعزیراتِ ہند اور "رنبیر ڈنڈ" دونوں کا مطالعہ کیا ہے۔ لیکن مجھے ان میں کوئی ایسی دفعہ نظر نہیں آئی۔ جس کی رُو سے اذان دینا جُرم ہو۔ آخر مہاراجہ صاحب اور دوسرے لوگوں کو خاموش ہونا پڑا اور باقاعدہ اذان ہونے لگی۔

طویل القامت رزّاقہ:۔ سری نگر کشمیر میں میں نے ایک طویل القامت شخص کو دیکھا۔ جس کا نام رزّاقہ تھا۔ غالباً یہ ہانجیوں میں سے تھا اس کے والدین بھی دیکھے۔ جو عام قد و قامت کے آدمی تھے۔ مگر اس کا قد سوا آٹھ فٹ تھا۔

راجہ سر دیا کشن صاحب کول نے اس کا تیس روپے ماہوار وظیفہ مقرر کر رکھا تھا۔ کیونکہ یہ شخص واقعی ایک عجیب الخلقت تھا۔ میں نے اسے امیرا کدل کی ایک دوکان پر دیکھا۔ تو بہت تعجب ہوا۔ مہاراجہ صاحب جب ۱۹۰۳ء کے دربار دہلی میں تشریف لے گئے۔ تو اس کو بطور نمائش ساتھ لیتے گئے۔ راجہ سر دیا کشن کول نے اس پر یہ ستم ظریفی کی کہ اس کے لیے اونچی ایڑی کا بُوٹ اور ایک لمبا کلاہ بنوا دیا۔ جس کے بعد اس کا قد سوا نو فٹ ہو گیا تھا۔

ایک دن میں دیوان عالم چند سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ پولیس کے ہاں بیٹھا تھا۔ کہ اس کا ذکر آگیا۔ اتفاقاً یہ بھی اس وقت اس بازار میں موجود تھا۔ انھوں نے اُوپر بُلایا۔ اور پُوچھا کہ "چائے پیوگے"؟ جواب ملا۔ "مرضی ہو تو پلا دیجیے"۔ چنانچہ اُنھوں نے دوکان دار کے ہاں سے دو چینکیں اور چار آنے کے کلچے منگائے۔ اس زمانے میں ایک ایک پیسہ فی کلچہ ہُوا کرتا تھا۔ اور ایک آنے کے پانچ کلچے دستیاب ہو جاتے تھے یہ میرے دیکھتے دیکھتے وہ بیس کلچے اور دو چینکیں خالی کر گیا۔ اور جب پُوچھا کہ اور تو کہا کہ آپ کی مرضی۔ چنانچہ دو آنے کے کلچے اور دو چینکیں اور منگائی گئیں۔ جسے یہ بے تکلف ہضم کر گیا۔ اب تو غالباً عرصہ سے مر چکا ہوگا۔ کیونکہ مدت سے اسکا نام نہیں سُنا۔

ریاست فرید کوٹ اور ایک خواب:۔

جب میں پہلی دفعہ فرید کوٹ گیا تو رخصت ہونے سے ایک دن پہلے میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک سیاہ روغنی قاب میں پنج پارچہ خلعت اور اُس کے اوپر کچھ روپے رکھے ہوئے ہیں اور ریاست کے مدار المہام نے اپنے دفتر میں بلا کر مجھے کہا۔ کہ "سرکار نے آپ کے لیے یہ رخصتانہ تجویز کیا ہے"۔ میں حیران تھا۔ کہ راجہ بکرما سنگھ صاحب جو اس وقت حکمران تھے۔ بہت جُز رس رئیس تھے۔ ان کی طرف سے اس قدر رخصتانے کی کبھی توقع نہ ہو سکتی تھی۔ مگر میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب اگلے دن گیارہ بجے کے قریب ان کے بنگالی مدار المہام نے مجھے بُلایا۔ تو وہی قاب تھا۔ وہی خلعتِ پنج پارچہ اور اتنی ہی رقم جیسا کہ میں نے خواب میں دیکھا تھا اور مدار المہام نے بھی وہی الفاظ دہرائے ایسے کئی خواب اور بھی آتے رہے جو عموماً صحیح نکلتے تھے۔

ریاست بہاول پور:۔ نواب صاحب بہاولپور نے حکومتِ پنجاب سے مہدی خاں صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کی خدمات حاصل کیں۔ اور یہ وہاں وزیر اعظم تھے کہ مجھے بھی وہاں جانے اور ان سے ملنے کا اتفاق ہُوا۔ خان صاحب بڑے دلیر۔ خوددار اور فیض رساں تھے۔ وہ ایک سال سے بھی کم عرصہ ریاست کے وزیر اعظم رہے۔ لیکن اس تھوڑی سی مدت میں اُنھوں نے اپنی ذمہ داریاں اس خوبی سے سرانجام دیں کہ تمام بڑے بڑے عہدیدار ان کے سامنے ماند پڑ گئے۔

ایک دن نواب صاحب کئی دن کے بعد شکار سے واپس آئے تو وزیر اعظم اُن سے ملنے کے لیے حاضر ہوئے۔ مگر دربان نے یہ کہہ کر روک دیا کہ اس وقت نواب صاحب کھانا کھا رہے ہیں۔ آپ نے کہا کہ "یہ وہی کھانا ہے۔ جو کبھی ہم اکٹھے کھاتے رہے ہیں"۔ یہ کہہ کر وہ سیدھے اسٹیشن پر پہنچے اور لفٹنٹ گورنر صاحب کو تار دیا کہ ہز ہائینس نے میری اہانت کی ہے۔ اس لیے میں یہاں ایک منٹ بھی نہیں ٹھہر سکتا۔ نواب صاحب نے کئی ایک مشیران کے واپس لانے کے لیے بھیجے۔ مگر وہ واپس نہ گئے اور سیدھے لاہور چلے آئے۔ ان کا اسباب بھی ان کے بعد آیا۔

عجیب رسم:۔ بہاولپور کے مورثانِ اعلےٰ میں نواب بہاول خان اور نواب صادق محمد خاں دو ایسے جلیل القدر اور ہر دلعزیز حکمران ہوئے ہیں۔ کہ اُس وقت سے اب تک جو صاحب بھی حکمران ہوتے ہیں۔ ایک کا نام بہاول خاں ہوتا ہے۔ اور دوسرے کا صادق محمد خاں۔ اس کے علاوہ پُرانی تہذیب کے مطابق جو لوگ معمّر یا نواب صاحب کے متوسّل ہوں۔ ان کو تعظیم بھی دی جاتی ہے۔ لیکن ریاست میں ایک انوکھی رسم تھی کہ شاہی خاندان میں جو لڑکیاں ہوتیں۔ ان کی شادی نہ کی جاتی۔ قلعہ دلاور میں ان کو ایسا بند کیا جاتا کہ صرف ان کی لاشیں ہی باہر نکلتیں۔

خدائے تعالےٰ نے یہ توفیق صرف موجودہ نواب صادق محمد خاں کو دی ہے کہ انھوں نے اپنی ہمشیرہ کی شادی کر دی ہے۔ جو خاندانی لحاظ سے ایک بہت بڑا کام ہے۔

مولوی محمد دین صاحب:۔ اہلکاران ریاست میں سے خاں صاحب مولوی محمد دین صاحب مرحوم میرے دوست تھے۔ ان کا اصل وطن گوجرانوالہ تھا۔ اور ریاست میں فنانس منسٹر کے عہدہ پر فائز تھے۔ صوم و صلوٰۃ اور تہجّد گزار تھے۔ موجودہ نواب صاحب کے والد ماجد نواب بہاول خاں صاحب نے ایک دفعہ ان سے شکایتاً کہا۔ کہ جو لوگ پنجاب سے بسلسلہ ملازمت یہاں آتے ہیں۔ ملازمت ختم ہوتے ہی یہاں سے چلے جاتے ہیں۔ کسی کو کبھی یہ خیال نہیں آیا کہ اس اسلامی ریاست میں سکونت اختیار کر لیں۔ یہ سُن کر مولوی محمد دین صاحب فنانس منسٹر اور منشی سراج الدین صاحب چیف جج نے کہا۔ کہ بہت اچھّا آج سے ہم بہاول پور ہی کو اپنا وطن بناتے ہیں۔ چنانچہ اُنھوں نے وہاں رہائش کے لیے مکانات بھی

بنوائے اور آج تک ان کی اولاد وہاں موجود ہے۔

ریاست بھوپال:- ریاست بھوپال میں میں اس زمانے میں گیا۔ جب نواب شاہجہان بیگم صاحبہ والیۂ ریاست تھیں۔ سید حامد حسین کامدار (افسر ڈیوڑھیات) نے مجھ کو بلوایا تھا۔ ان دنوں وائسرائے صاحب بھی وہاں تشریف فرما تھے۔ بھوپال تال بڑی خوبی سے سجایا گیا تھا۔ رات وائسرائے کو کشتی کی سیر کرائی گئی۔ ہرطرف چراغاں ہو رہا تھا۔ اور ایک عجیب دلفریب سماں پیشِ نظر تھا۔

نواب عالمگیر محمد خاں:- نواب عالمگیر محمد خاں جو بیگم صاحبہ کے بھانجے تھے اور ہر ہائی نس کو ان کا بہت لحاظ تھا۔ ریاست کی طرف سے وہی ہمارے میزبان تھے۔ آدمی بہت بامذاق اور شکاری بھی بہت اچھے تھے۔

نواب شاہجہان بیگم صاحبہ کی ولی عہدہ سلطان جہاں بیگم صاحبہ نواب یسین محمد خاں صاحب کے ساتھ بیاہی ہوئی تھیں جو بڑے علم دوست اور فاضل تھے۔

مانڈو کا غیر آباد قصبہ:- ریاست اندور میں ایک جگہ مانڈو کے نام سے مشہور ہے۔ یہ شہر ایک جھیل کے کنارے پر واقع ہے۔ سارا شہر نفیس پتھروں کی عمارتوں کا بنا ہوا ہے۔ کئی چوک اور شاہراہیں ہیں۔ مگر خدا جانے کیا اُفتاد پڑی۔ کہ اس جگہ کوئی متنفس بھی آباد نہیں۔ بلکہ اس سنسان شہر میں شیر، بھیڑیئے۔ تیندوے اور دوسرے ایسے درندوں کا بسیرا ہے۔ شروع میں شہر کے باہر ایک پولیس تھانہ بھی ہے۔ نواب یسین محمد خاں صاحب نے مہاراجہ اندور کو لکھ کر اس شہر کو دیکھنے کی اجازت چاہی۔ احکام جاری ہو گئے اور ان کے لیے ایک چو اسپہ گاڑی بھیج دی گئی۔ ان کا بیان ہے کہ "میں نو بجے دن کے اس گاڑی میں سوار ہوا۔ چاروں گھوڑوں پر چار آدمی بندوقیں لیے بیٹھے تھے۔ بارہ بجے کے قریب ہم شہر کے دوسرے سرے پر پہنچے۔ جو جھیل کے کنارے پر واقع ہے۔ وہاں ایک کشتی ہماری سیر کے لیے موجود تھی۔ کشتی میں بیٹھ کر کھانا کھایا۔ اس جھیل کی پرلی طرف ایک قلعہ بنا ہوا تھا۔ جس کو بکاؤلی کا قلعہ کہتے ہیں۔ اس کے اردگرد کوئی آدمی نہ تھا۔ اور نہ کوئی شخص اس قلعے کے اندر جانے کی جرأت کر سکتا تھا۔ اس میں سے ایک دھواں سا نکلتا رہتا ہے۔ یہ منظر دیکھ کر ہم واپس لوٹے اور گاڑی میں بیٹھ کر اسی طرح دمادم کرتے چھ بجے شام دوسرے سرے پر پہنچے۔ گویا وہ شہر تین گھنٹے کا راستہ تھا۔ معلوم نہیں اب اس کی کیا کیفیت ہے اور ریاست نے اس کی آبادی کی کوئی فکر بھی کی ہے یا نہیں۔

حضرت عمرؓ کا عمال حکومت سے محاسبہ

عزیز الرحمٰن حمید کماری متعلم تقویۃ الاسلام

خلیفہ دوم امیر المومنین حضرت عمر فاروق اپنے عہد خلافت میں اپنے عمال دگورنروں کو معمولی معمولی فروگذاشتوں پر جو سزائیں دیا کرتے تھے ان میں سے صرف تین واقعات قارئین کرام کی خدمت میں پیش کیے جاتے ہیں۔ تاکہ اندازہ ہو سکے کہ اسلامی مملکت میں مساوات اور رواداری کو کتنا اونچا مقام حاصل تھا:-

(۱) سعد بن وقاص (جو ایران کے فاتح اور گورنر تھے) نے اپنے مکان میں ڈیوڑھی تعمیر کرائی تھی۔ حضرت عمر کو اس کی اطلاع پہنچی فرمایا اہل حاجت کو دور سے آوازیں دینی پڑیں گی اس سے وہ جلد فریاد لوگ فریاد نہ سن سکیں گے فوراً محمد بن مسلمہ کو حکم دیا کہ ایران جا کر ڈیوڑھی کو آگ لگا دو۔ سعد بن وقاص ایران کے وائسرائے اور بڑے ذی رتبہ صحابی ہونے کے باوجود چوں تک نہ کر سکے۔ خاموش کھڑے ڈیوڑھی جلتے دیکھتے رہے۔

(۲) عیاضؓ بن غنم (جو بلند پایہ صحابی تھے) انکی بابت معلوم ہوا کہ باریک کپڑے پہننے لگے ہیں اسی وقت محمد بن مسلمہ کو حکم دیا کہ عیاض جس حالت میں بھی ہو ساتھ لیکر آؤ۔ محمد بن مسلمہ گئے دیکھا کہ عیاض باریک کرتہ پہنے بیٹھے ہیں اسی حالت میں انہیں اپنے ساتھ لائے۔ اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق کے سامنے پیش کر دیا حضرت عمر نے ان کا باریک کرتہ اتروا کر بالوں کا ایک موٹا کرتہ پہنایا اور بکریوں کا گلہ منگوا کر عیاض کو حکم دیا کہ اسے چراؤ۔ عیاض ایک جلیل القدر صحابی، ایک ملک کے فاتح اور گورنر تھے لیکن دم نہ مار سکے۔ بکریاں چرانے لگے صرف اتنا کہا کہ اس سے تو مر جانا بہتر ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا تجھے اس بات سے عار کیوں ہے۔ تیرے باپ کا نام غنم اسی وجہ سے تھا۔ کہ وہ بکریاں چرایا کرتا تھا۔ عیاض مدت تک بکریاں چراتے رہے آخر انہوں نے دل سے توبہ کی اور اپنے عہدہ پر دوبارہ فائز کیے گئے اس کے بعد انہوں نے عمر بھر باریک لباس نہیں پہنا۔

(۳) حضرت عمرو بن العاص جلیل القدر صحابی (جو مصر کے فاتح اور گورنر تھے) کے بیٹے عبداللہ نے ایک شخص کو بلاوجہ مارا۔ مضروب نے حضرت عمرؓ سے فریاد کی آپ نے عبداللہ اور اس کے باپ عمرو بن العاص دونوں کو بلایا۔ اور مضروب کے ہاتھ عبداللہ کو کوڑے لگوائے عمرو بن العاص سامنے کھڑے دیکھتے رہے۔

مندرجہ بالا واقعات سے قارئین کرام یہ اندازہ بخوبی لگا سکیں گے کہ اسلامی مملکت میں رشوت ستانی، اقربا پروری، دغابازی، ظلم و ستم، بے انصافی اور قانون شکنی کا نام تک نہ تھا۔ بلکہ اسکے برعکس وہاں مساوات، رواداری، اخوت، عدل و انصاف، قانون کا احترام، امیر کی اطاعت، احکام کی تعمیل، سچائی اور حق گوئی کا دور دورہ تھا۔

ذرا سوچیئے تو سہی۔ کہ عیاض نے محمد بن مسلمہ کے سامنے باریک لباس تبدیل کرنے کیلئے نہ تو منت سماجت کی نہ رشوت دی۔ اور نہ اپنے عہدے سے غلط فائدہ اٹھا کر اس کو ڈرایا دھمکایا، بلکہ جس حالت میں تھے لیس و پیش کئے بغیر اس کے ساتھ ہو لیئے:-

اسی طرح محمد بن مسلمہ نے بھی اسکے مرتبہ کا خیال کئے بغیر امیر کے حکم کے مطابق اس کو اسی حالت میں امیر کے سامنے پیش کر دیا۔

کیا اسلامی جمہوریہ پاکستان کے عمال و کارکنوں کی اخلاقی بلندی نفس کشی اور بے غرضانہ خدمات ایسی نہیں ہونی چاہیئے؟

بقیہ شذرات

(صـ ۳ سے آگے)

حقیر سا جرمانہ کر کے نہ چھوڑیں۔ بلکہ اُن کی عبرت کے لئے قید و بند بھی ضروری ہے ورنہ اُن کے لئے بے بہا ناجائز سرمایہ میں سے معمولی سا جرمانہ ادا کر دینا چنداں مشکل نہ ہوگا۔ نہ معلوم حکومت اُس وقت کیوں نہ خبردار ہوئی اور اب سرکاری ترجمان یہ کہنے پر مجبور ہوئے ہیں کہ اشیائے خوردنی کی نگرانی کرنے والے اہلکار ہی ایسے دکانداروں سے مل جاتے ہیں۔ جو ناخالص اشیا فروخت کرتے ہیں۔ یہ صرف حکومت کی سستی کا نتیجہ ہے۔ اور اس سے زیادہ عوام دشمنی کی شاید زیادہ واضح مثال نہ مل سکے۔ الحمدللہ کہ موجودہ حکومت کو اس کا احساس ہوا۔ اور وہ اس قسم کے جرائم کو قابل دست اندازی پولیس بنانا چاہتی ہے تاکہ مجرمین کو عبرتناک سزا دی جا سکے۔

اس موقعہ پر ہم حکومت سے دو باتیں کہنا چاہتے ہیں۔ ایک تو قانون کے وضع کرنے کے ساتھ ساتھ وہ ایسے ذرائع کا سدِّباب کرے جہاں سے ملاوٹ شروع ہوتی ہے۔ مثلاً اگر بناوٹی گھی اصلی گھی میں ملایا جاتا ہے۔ تو بناوٹی گھی کی صنعت کو ختم کر دینا چاہیے تاکہ ملاوٹ کا خدشہ ہی نہ رہے۔ "نہ بانس ہوگا نہ بانسری بجے گی" اور اگر مکھن نکالا ہوا دودھ بطور خالص دودھ استعمال ہوتا ہے تو کشیدہ دودھ کو کارخانے سے باہر جانے ہی نہ دیا جائے جو بعد میں ایسے جرم کے ارتکاب کا باعث ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ اہلکاران حکومت میں دیانتداری اور فرض شناسی کا جذبہ پیدا کیا جائے تاکہ وہ اس کے نفاذ کے باعث خود مجرمین کے آلۂ کار نہ بن جائیں اس کی صورت یہ ہے کہ قرآن کی تعلیم کے ذریعے ان کے اندر خوف خدا

[illegible] (ادارہ)

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

شیطانی وسوسے

از عزیزی محمد ارشاد مشن ہائی سکول لاہور

عزیز دوستو! آج میں تمہیں شیطان کی مکاری کی عجیب باتیں سناتا ہوں۔ جو بالکل سچی ہیں۔ ایک بہت مشہور ولی اللہ تھے۔ وہ رات کو جب خدا کی تمام مخلوق آرام سے سوئی ہوتی تو خدا کی عبادت کرتے رہتے۔ ایک رات بہت تیز بارش اور آندھی چل رہی تھی۔ وہ رات کو اٹھ کر مسجد میں خدا کی عبادت کے لئے چلے۔ شیطان نے راستے میں انھیں روکا کہ آندھی بہت تیز ہے۔ رات اندھیری ہے اس لئے آج مسجد میں نہ جائیں لیکن انھوں نے شیطان کی ایک نہ سنی اور مسجد کو چل دیئے۔ شیطان کو ایک تجویز سوجھی کہ شاید اس طرح یہ یادِ الٰہی سے باز آ جائیں شیطان مسجد کے راستے میں بہت بڑا پتھر بن کر بیٹھ گیا۔ کہ جب وہ مسجد کی طرف آئیں تو اندھیرے میں پتھر سے ٹکرا جائیں اور انھیں چوٹ لگے اور وہ واپس گھر چلے جائیں۔ چنانچہ وہ بزرگ وہاں پہنچے تو پتھر سے ٹکرا کر زخمی ہوئے۔ مگر گھر کا رخ نہ کیا۔ اور سیدھے مسجد میں پہنچے اور یادِ الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ رات کو خدا کی طرف سے انھیں بشارت ہوئی۔ کہ آج ہم تم سے بہت زیادہ خوش ہوئے ہیں۔ اس کارنامے کی وجہ سے ہم نے تیرے سارے خاندان کو بخش دیا ہے۔ جب شیطان کو یہ پتہ چلا تو وہ بہت شرمندہ ہوا۔ دوسرے دن پھر ویسی اندھیری رات تھی۔ آپ پھر عبادت کے لئے اٹھے اور مسجد کا رخ کیا شیطان پھر انھیں ملا۔ اور ایک مشعل لے کر ان کے آگے آگے چل دیا۔ وہ بہت حیران ہوئے کہ یہ تو میرا دشمن تھا آج کیوں یہ ہمدردی کر رہا ہے۔ جب وہ مسجد کے دروازہ پر پہنچے تو شیطان ان کے سامنے حاضر ہوا اور کہا۔ کہ میں اس لئے مشعل لے کر آپ کے سامنے آیا ہوں کہ آج اندھیرے میں آپ نہ گر پڑیں۔ کیونکہ کل آپ گرے تھے۔ تو خدا نے تمہارے سارے خاندان کو بخش دیا تھا۔ اس لئے مجھے ڈر تھا کہ آج آپ نہ گر پڑیں۔ اگر آج آپ گرے تو شاید خدا ساری قوم کو نہ بخش دے۔ اس لئے آج میں نے یہ طریقہ اختیار کیا۔

* *

اسی طرح ایک دوسرے بزرگ کا قصہ ہے کہ ایک دفعہ صبح کے وقت شیطان نے انھیں نیند میں اس قدر غافل کر دیا۔ کہ انھیں نمازِ فجر کی ہوش ہی نہ رہی۔ جب اُٹھے تو سورج نکل چکا تھا۔ اور نماز کا وقت نہیں تھا۔ بہت رنجیدہ خاطر ہوئے۔ اور اپنی غفلت اور نماز کے قضا ہو جانے پر اس قدر روئے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آ گئی اور اللہ نے نماز کے عام ثواب سے بھی زیادہ ثواب اس گریہ زاری اور رنج و غم پر عطا فرما دیا۔ جو انھیں نماز کے رہ جانے سے ہوا۔ شیطان کو اس واقعہ سے اس قدر عبرت ہوئی کہ آئندہ کے لئے اس نے اپنا معمول بنا لیا کہ وہ اس بزرگ کو صبح کے وقت خود جگاتا۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ ان کی نیند نہ کھلے اور وہ بعد میں رونے دھونے سے نماز سے بھی زیادہ ثواب کے مستحق بن جائیں۔

بھائیو! شیطان ہمارا سب سے بڑا دشمن ہے اور نیکی کی راہ میں بڑی سے بڑی رکاوٹ۔ البتہ اگر ہم ارادہ کر لیں کہ اس کا کہنا نہیں ماننا تو نہ صرف شیطان ہمارے سامنے عاجز آ سکتا ہے۔ بلکہ ہمارا مطیع و فرمانبردار بھی بن سکتا ہے جیسا کہ اوپر کے واقعات سے ظاہر ہے۔

دُعا

از محمد یونس سرور بجنوری

الٰہی محمد کی اُلفت عطا کر
یہ عزت یہ عظمت یہ دولت عطا کر

انھیں کے بتائے ہوئے راستہ پر
مجھے چلتے رہنے کی ہمت عطا کر

حدیث اور قرآن پڑھتا رہوں میں
صباح و مسا یہ سعادت عطا کر

کروں دینِ احمد جہاں میں اُجاگر!
مرے عزم کو استقامت عطا کر

نہ گھبراؤں حق بات کہنے سے ہرگز
ابو ذر غفاری کی جرأت عطا کر

غلامانِ احمد میں ہو نام میرا
قیامت میں مجھ کو یہ عزت عطا کر

محمد کے اصحاب کی سی مجھے بھی
سخاوت، مروت، شجاعت عطا کر

مٹا دوں میں اسلام کے دشمنوں کو
میرے بازوؤں میں وہ طاقت عطا کر

سرور حزیں کی یہ دل سے دعا ہے
کہ ایمان کامل کی دولت عطا کر (۲۶-۵-۵۶)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷
ایڈیٹر: عبدالمنان جوھان

ہفت وار خبریں

بدل اشتراک
سالانہ .... گیارہ روپے
ششماہی .... چھ روپے
فی پرچہ .... چار آنے

—— کراچی ۱۷ر اپریل وزارت خارجہ کے ایک ترجمان نے یہاں بتایا کہ حکومت پاکستان مسئلہ کشمیر حفاظتی کونسل میں واپس لے جانے کے لئے تیزی سے کام کر رہی ہے۔

—— ڈھاکہ ۱۷ر اپریل معلوم ہوا ہے-پاکستان کی قومی اسمبلی کا آئندہ اجلاس ڈھاکہ میں ہوگا۔

—— لاہور ۱۸ر اپریل-لاہور کارپوریشن نے آج ہربکے روڈ پر گوالوں کی بستی تعمیر کرنے کے لئے ابتدائی خرچ کے طور پر ڈیڑھ لاکھ روپے کی رقم مخصوص کی ہے۔

—— لاہور ۱۸ر اپریل وزیر اعلیٰ مغربی پاکستان نے آج یقین دلایا ہے، کہ مغربی پاکستان اسمبلی کے لئے عام انتخابات سال رواں کے آخر تک منعقد ہو جائیں گے۔

—— مظفر آباد ۱۸ر اپریل۔ معلوم ہوا ہے کہ بھارتی مقبوضہ علاقے میں غنڈہ گردی اور لاقانونیت بڑھتی جا رہی ہے۔

—— تہران ۱۷ر اپریل-معاہدہ بغداد کی وزارتی کونسل کے قریبی حلقوں نے بتایا ہے کہ کونسل نے آج صبح کے اجلاس میں اقتصادی ماہرین کی کمیٹی کی رپورٹ منظور کر لی۔

—— تہران ۱۹ر اپریل۔ امریکہ معاہدہ بغداد کی اقتصادی کمیٹی کا مکمل رکن بن گیا ہے۔

—— بیت المقدس ۱۸ر اپریل-مصر کے ایک فوجی ترجمان نے بتایا ہے کہ غازہ کے علاقہ میں کل اسرائیلی فوجوں نے پھر مصری چوکیوں پر فائرنگ شروع کر دی تھی۔

—— نئی دہلی-۱۸ر اپریل-بھارت میں برطانوی ہائی کمشنر نے کہا ہے کہ برطانیہ اور بھارت کے تعلقات ایک نازک دور میں داخل ہو گئے ہیں۔

—— نیویارک-۱۹ر اپریل-عالمی بنک کے صدر نے امید ظاہر کی ہے-کہ بنک بھارت اور پاکستان میں نہری پانی کا تنازعہ سلجھانے میں کامیاب ہو جائے گا۔

—— تہران-۱۹ر اپریل-آج بغداد کونسل کے آخری اجلاس میں کشمیر اور فلسطین کے مسائل جلد حل کرنے کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔

—— نئی دہلی-۱۹ر اپریل-معلوم ہوا ہے کہ بھارتی مقبوضہ کشمیر کی نام نہاد اسمبلی کے انتخابات آئندہ سال کے آغاز میں شروع ہو جائیں گے۔

—— کراچی-۲۱ر اپریل-آج ملک کے طول و عرض میں علامہ اقبال کی اٹھارہویں برسی منائی گئی۔

—— کراچی-۲۲ر اپریل-افغان قبائلیوں کے ایک گروہ نے ۱۹ر اپریل کو پاکستانی علاقہ میں داخل ہو کر ژوب ملیشیا کی جماعت پر حملہ کر دیا-ملیشیا کے دو افسر اور پانچ سپاہی موقعہ پر ہلاک ہو گئے-۶ کو شدید زخم آئے-ایک زخمی بعد میں ہسپتال میں جاں بحق ہو گیا۔

—— کراچی-۲۲ر اپریل-پاکستان مسلم لیگ کے منشور کا مسودہ تیار کر لیا گیا ہے-جس میں ملک کی معاشرتی-ثقافتی، اقتصادی اور خارجہ پالیسیوں میں نظریاتی انقلاب لانے کی سفارش کی گئی ہے۔

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ "خدام الدین" اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔